بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اصولِ حدیث

ابتدائیہ:

ادلہ شرعیہ میں سے دوسری دلیل حدیث مبارک ہے جسے قبول کرنے یا قبول نہ کرنے کے کچھ اصول وضوابط ہیں اس حوالہ سے اس فائل میں ایک تمہید ہو گی جس میں چند بنیادی باتیں مذکور ہوں گی۔

اس کے بعد حصہ اول میں حدیث مبارک کی تعریف اصول حدیث کی تعریف، موضوع، غرض اور حدیث مبارک کی مختلف اعتبار سے مختلف تقسیمیں ذکر کی جائیں گی۔ اور حصہ دوم میں چند اصول مذکور ہوں گے۔

تمہید:

1: حدیث مبارک کی تعریف، تقسیم اور احکام اجتہادی ہیں منصوص نہیں۔

امام شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) فرماتے ہیں:

"هذه تَذكِرَةٌ بأسماءِ مُعدِّلِي حَمَلَةِ العِلْمِ النَّبويِّ ومن يُرجَعُ إلى اجْتِهَادِهِمْ فِي التَّوثِيقِ والتَّضْعِيفِ والتَّصْحِيحِ والتَّزْيِيفِ"

(تذکرۃ الحفاظ: ج1 ص7)

ترجمہ: اس کتاب میں ان قابل اعتماد لوگوں کا تذکرہ ہے جو علوم نبوی کے وارث ہیں اور راویوں کی توثیق وتضعیف اور حدیث کی تصحیح وناقابل قبول ہونے کے معاملے میں ان کے اجتہاد کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔

محدث العصر علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ (ت 1394ھ) فرماتے ہیں:

"إنَّ تَضعِيفَ الرِّجالِ وتَوثِيقَهُم وتَصحيحَ الأحادِيثِ وتَحسِينَها أمرٌ إجْتِهادِيٌّ"

(قواعد فی علوم الحدیث: 49)

ترجمہ: کسی راوی کو ثقہ یا ضعیف کہنا اور کسی حدیث کو صحیح یا حسن کہنا اجتہادی معاملہ ہے۔

2: اجتہادی مسائل کے بارے اصول ہے کہ مجتہد کا مسئلہ صواب ہوتا ہے لیکن اس میں خطاء کا احتمال ہوتا ہے۔

امام زین الدین بن ابراھیم بن محمد المعروف ابن نجیم الحنفی رحمہ اللہ (ت 970ھ) فرماتے ہیں:

"إذَا سُئِلْنَا عَنْ مَذْهَبِنَا وَمَذْهَبِ مُخَالِفِينَا فِي الْفُرُوعِ يَجِبُ عَلَيْنَا أَنْ نُجِيبَ بِأَنَّ مَذْهَبَنَا صَوَابٌ يَحْتَمِلُ الْخَطَأَ وَمَذْهَبَ مُخَالِفِينَا خَطَأٌ يَحْتَمِلُ الصَّوَابَ، لِأَنَّكَ لَوْ قَطَعْتَ الْقَوْلَ لَمَا صَحَّ قَوْلُنَا إنَّ الْمُجْتَهِدَ يُخْطِئُ وَيُصِيبُ وَإِذَا سُئِلْنَا عَنْ مُعْتَقَدِنَا وَمُعْتَقَدِ خُصُومِنَا فِي الْعَقَائِدِ يَجِبُ عَلَيْنَا أَنْ نَقُولَ: الْحَقُّ مَا نَحْنُ عَلَيْهِ وَالْبَاطِلُ مَا عَلَيْهِ خُصُومُنَا"

(الاشباہ والنظائر علی مذھب ابی حنیفۃ النعمان: ص330 فائدۃ فی اعتقاد الانسان فی مذھبہ ومذھب غیرہ)

ترجمہ: جب فروعی مسائل کے بارے میں ہم سے ہمارے اور ہمارے مخالف کے موقف کے بارے میں پوچھا جائے تو ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم یہ جواب دیں کہ ہمارا موقف درست ہے اس میں خطا کا احتمال ہے ہمارے مخالف کا موقف خطاء ہے جس میں درستگی کا احتمال ہے۔ اس لیے کہ اگر آپ نے یہ جواب دیا کہ ہمارا موقف ہی ٹھیک ہے تو پھر یہ کہنا کہ "مجتہد خطا بھی کرتا ہے اور اس کا اجتہاد درست بھی ہوتا

ہے "ٹھیک نہ ہو گا۔ اور جب ہم سے عقیدے سے متعلق ہمارے اور مخالف کے موقف کے بارے میں پوچھا جائے تو ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم یہ جواب دیں کہ ہمارا عقیدہ ہی ٹھیک ہے اور ہمارے مخالف کا عقیدہ باطل ہے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ (ت 1225ھ) فرماتے ہیں:

"اَلْمُجْتَهِدُ يُخْطِئُ وَيُصِيْبُ"

(التفسیر المظھری: سورۃ الانبیاء آیت 79)

ترجمہ: اجتہادیات میں مجتہد کا اجتہاد درست بھی ہوتا ہے اور اس میں خطا بھی ہو سکتی ہے۔

3: چونکہ حدیث مبارک پر حکم لگانا اجتہادی مسئلہ ہے اور اجتہادی مسائل میں ماہرین کا اختلاف ہو جاتا ہے اس لئے ایسا ہو سکتا ہے کہ ایک حدیث ایک محدث کے ہاں صحیح ہو اور دوسرے کے ہاں ضعیف۔ اسی طرح یہ بھی ممکن ہے کہ ایک حدیث کا راوی ایک محدث کے ہاں ثقہ ہو اور دوسرے کے ہاں ضعیف۔ لہذا کسی حدیث مبارک کا بعض محدثین کے ہاں ضعیف ہونا اس بات کو مستلزم نہیں کہ وہ سب کے ہاں ضعیف ہو، اسی طرح کسی راوی کا بعض ائمہ کے نزدیک مجروح ہونا اس بات کو مستلزم نہیں کہ وہ سب کے نزدیک مجروح ہو۔

❖ امام ابو عیسی محمد بن عیسی بن سورہ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) فرماتے ہیں:

"وقد تَكَلَّمَ بعضُ أهلِ العِلمِ في أبي مِعْشَرٍ من قِبَلِ حِفْظِه واسمُه نُجيحٌ مولى بنِ هاشِمٍ قالَ محمَّد: لا أَرْوِيْ عَنْهُ شَيْئًا وَقَدْ رَوَى عَنْهُ النَّاسُ"

(جامع الترمذی: باب ما بین المشرق والمغرب قبلۃ)

ترجمہ: بعض محدثین نے اس حدیث مبارک کے راوی ابو مَعشر نجیح پر حافظہ کی کمزوری کی وجہ سے کلام کیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں اس سے کوئی روایت نہیں لیتا دیگر محدثین اس سے روایت لیتے ہیں۔

❖ امام ابو زکریا یحیی بن شرف النووی رحمہ اللہ (ت 676ھ) فرماتے ہیں:

"عَابَ عَائِبُونَ مُسلِمًا بِروايَتِه في صَحِيْحِه عَنْ جَمَاعَةٍ من الضُّعفاءِ ..... ولا عَيْبَ عَليهِ بل جوابُه من أوجُهٍ ..... أحدُها أن يَكُونَ ذٰلكَ فِيمَنْ هُوَ ضَعِيْفٌ عِنْدَ غَيْرِه ثِقَةٌ عِنْدَهُ"

(مقدمہ شرح المسلم: ص 24)

ترجمہ: بعض حضرات نے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ پر یہ اعتراض کیا ہے کہ انہوں نے صحیح مسلم میں ضعیف راویوں سے روایات لی ہیں۔ یہ کوئی اعتراض کی بات نہیں ہے، اس کی کئی وجہیں ہیں: ایک وجہ یہ ہے کہ ہو سکتا ہے جو راوی دیگر محدثین کے ہاں ضعیف ہے وہ امام مسلم کے ہاں صحیح ہو۔

❖ حافظ تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد الحلیم المعروف ابن تیمیہ رحمہ اللہ (ت 728ھ) فرماتے ہیں:

لِيُعْلَمَ أَنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ مِنَ الْأَئِمَّةِ الْمَقْبُولِينَ عِنْدَ الْأُمَّةِ قَبُولًا عَامًّا يَتَعَمَّدُ مُخَالَفَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَيْءٍ مِنْ سُنَّتِهِ، دَقِيقٍ وَلَا جَلِيلٍ، فَإِنَّهُمْ مُتَّفِقُونَ اتِّفَاقًا يَقِينِيًّا عَلَى وُجُوبِ اتِّبَاعِ الرَّسُولِ وَعَلَى أَنَّ كُلَّ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ يُؤْخَذُ مِنْ قَوْلِهِ وَيُتْرَكُ إِلَّا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَكِنْ إِذَا وُجِدَ لِوَاحِدٍ مِنْهُمْ قَوْلٌ قَدْ جَاءَ حَدِيثٌ صَحِيحٌ بِخِلَافِهِ فَلَا بُدَّ لَهُ مِنْ عُذْرٍ فِي تَرْكِهِ..... اعْتِقَادُ ضُعْفِ الْحَدِيثِ بِاجْتِهَادٍ قَدْ خَالَفَهُ فِيهِ غَيْرُهُ.... وَلِذٰلِكَ أَسْبَابٌ: مِنْهَا أَنْ يَكُونَ الْمُحَدِّثُ بِالْحَدِيثِ يَعْتَقِدُهُ أَحَدُهُمَا ضَعِيفًا وَيَعْتَقِدُهُ الْآخَرُ ثِقَةً وَمَعْرِفَةُ الرِّجَالِ عِلْمٌ وَاسِعٌ..... وَلِلْعُلَمَاءِ بِالرِّجَالِ

وَأَحْوَالِهِمْ فِي ذَلِكَ مِنَ الْإِجْمَاعِ وَالِاخْتِلَافِ مِثْلُ مَا لِغَيْرِهِمْ مِنْ سَائِرِ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي عُلُومِهِمْ۔

(رفع الملام عن الائمۃ الاعلام: ص9، ص20،19)

ترجمہ: یہ بات معلوم ہونی چاہیے کہ: جن ائمہ کو امت کے ہاں قبولیت عامہ حاصل ہے ان میں سے کوئی بھی جان بوجھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بھی سنت کی مخالفت نہیں کرتا، چاہے سنّت چھوٹی ہو یا بڑی ہو۔ یہ ائمہ اس بات پر متفق ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنا واجب ہے اور اس بات پر بھی متفق ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کے علاوہ ہر بندے کی بات کو لیا بھی جاسکتا ہے، چھوڑا بھی جاسکتا ہے۔ اگر کبھی کسی امام کا قول صحیح حدیث کے خلاف نظر آجائے تو اس صحیح حدیث کے چھوڑنے پر امام کے پاس کوئی نہ کوئی عذر ہوتا ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ امام اپنے اجتہاد سے اسے ضعیف سمجھتا ہے جبکہ دیگر حضرات اسے اپنے اجتہاد سے صحیح سمجھتے ہیں۔ اور اس کے کئی اسباب ہیں ان میں سے ایک یہ کہ ایک محدث ایک حدیث کو ضعیف سمجھتا ہے اور دوسرا اسی کو صحیح سمجھتا ہے اور حدیث کی صحت وضعف، رواۃ کی توثیق وتضعیف یہ ایک وسیع علم ہے، علمائے کرام کا اس بارے میں اتفاق بھی ہوتا ہے اختلاف بھی ہوتا ہے جس طرح دیگر علوم میں اتفاق اور اختلاف دونوں چلتے ہیں۔

4: ایک مجتہد کا اجتہاد دوسرے مجتہد اور اس کے معتقدین کے خلاف حجت نہیں ہوتا۔

محدث علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ (ت1394ھ) فرماتے ہیں:

"وَلَا يَخْفٰى أَنَّ ظَنَّ الْمُجتَهِدِ لا يكُونُ حُجَّةً على مُجتَهِدٍ آخَر"

(قواعد فی علوم الحدیث: ص50)

ترجمہ: یہ بات بالکل واضح ہے کہ ایک مجتہد کا اجتہاد دوسرے مجتہد پر حجت نہیں ہوتا۔

حصہ اول تعریفات و تقسیمات

فصل نمبر:1

1:حدیث کی تعریف	2:حدیث، خبر اور اثر میں نسبت	3:حدیث اور سنت میں فرق
4:اصول حدیث کی تعریف	5:اصول حدیث کا موضوع	6:اصول حدیث کی غرض

حدیث کا لغوی معنیٰ:

لغت میں حدیث کے دو معانی آتے ہیں:

1:حدیث کا لغوی معنیٰ "جدید" اور "نیا" ہے۔ اس لفظ کے مقابل لفظ "قدیم" استعمال ہوتا ہے۔

ابو الفضل محمد بن مکرم بن علی المعروف ابن منظور انصاری (ت 711ھ) لکھتے ہیں:

"اَلْحَدِیْثُ نَقِیْضُ الْقَدِیْمِ"

(لسان العرب: مادہ حدث)

ترجمہ: لفظ حدیث پرانی چیز کی ضد ہے۔

سلطان المحدثین علی بن سلطان المعروف ملا علی قاری رحمہ اللہ (ت 1014ھ) فرماتے ہیں:

"اَلْحَدِیْثُ: وَهُوَ فِي اللُّغَةِ ضِدُّ الْقَدِیْمِ"

(شرح نخبۃ الفکر لعلی القاری: ج1 ص153)

ترجمہ: لغت میں لفظ حدیث قدیم کی ضد ہے۔

مشہور لغوی سید مرتضیٰ بلگرامی زبیدی (ت 1205ھ) لکھتے ہیں:

"اَلْحَدِیْثُ، فصِفَةٌ یُوصَفُ بها کلُّ شيءٍ قریبِ المُدَّةِ والعَهْدِ به"

(تاج العروس: مادہ حدث)

ترجمہ: لفظ حدیث ہر اس چیز کے لئے استعمال ہوتا ہے جو نئی ہو، قریب زمانہ کی ہو۔

فائدہ:

لغوی معنیٰ کے اعتبار سے ہر نئی چیز کو حدیث اور حادث کہا جا سکتا ہے۔

2:حدیث کا ایک معنیٰ خبر، کلام اور گفتگو بھی ہے۔

امام محمد بن ابو بکر بن عبد القادر الرازي رحمہ اللہ (ت 768ھ) لکھتے ہیں:

"الحدیثُ الخَبرُ قَلِیلُه و کثِیرُه"

(مختار الصحاح: باب الحاء مادہ حدث)

ترجمہ: حدیث کا معنیٰ خبر بھی ہے خواہ بات تھوڑی ہو یا زیادہ۔

سلطان المحدثین علی بن سلطان المعروف ملا علی قاری رحمہ اللہ (ت1014ھ) فرماتے ہیں:

"الحدیثُ: یُستَعمَلُ فِی قَلیلِ الکَلامِ و کَثیرِہ"

(شرح نخبۃ الفکر لعلی القاری: ج1 ص153)

ترجمہ: لفظ حدیث کبھی کبھی کلام کے معنیٰ میں بھی استعمال ہوتا ہے کلام تھوڑا ہو یا زیادہ۔

فائدہ:

قرآن کریم میں بھی لفظ حدیث کلام و گفتگو کے معنیٰ میں آیا ہے۔

وَاِذَا رَاَیتَ الَّذِینَ یَخُوضُونَ فِی اٰیٰتِنَا فَاَعرِض عَنھُم حَتّٰی یَخُوضُوا فِی حَدِیثٍ غَیرِہٖ

(سورۃ الانعام: آیت 68)

ترجمہ: اور جب آپ ان لوگوں کو دیکھو جو ہماری آیتوں کو برا بھلا کہنے میں لگے ہوئے ہیں، تو ان سے اس وقت تک کے لیے الگ ہو جاؤ جب تک وہ کسی اور بات میں مشغول نہ ہو جائیں۔

حدیث کا اصطلاحی معنیٰ:

محدثین کرام رحمہم اللہ نے حدیث کی اصطلاحی دو تعریفیں کی ہیں۔

پہلا معنیٰ:

❖ حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی بن محمد بن محمد بن احمد المعروف ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (ت852ھ) حدیث کی شرعی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اَلْمُرَادُ بِالْحَدِیْثِ فِیْ عُرْفِ الشَّرْعِ مَا یُضَافُ إِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ"

(فتح الباری: باب الحرص علی الحدیث)

ترجمہ: اصطلاح شریعت میں جس چیز کی نسبت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو اسے "حدیث" کہتے ہیں۔

❖ مشہور محدث محمد عبد الروف بن تاج العارفین مناوی (رحمہ اللہ ت1031ھ) فرماتے ہیں:

"والأحادیثُ جمعُ حدیثٍ وتقدَّمَ أنَّہ فی عُرفِ الشَّرعِ ما یُضَافُ إلی المُصطفیٰ صلَّی اللہُ علیہِ وسلَّم قَوْلًا أو فِعْلًا أو تَقْرِیرًا"

(فیض القدیر: ج2 ص188 رقم الحدیث1544)

ترجمہ: احادیث جمع ہے حدیث کی، اصطلاح شریعت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور تقریر کو حدیث کہتے ہیں۔

دوسرا معنیٰ:

❖ شارح مشکوٰۃ حافظ شرف الدین ابو عبد اللہ حسین بن عبد اللہ بن محمد طیبی رحمہ اللہ (ت743ھ) حدیث مبارک کی اصطلاحی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اَلْحَدِیْثُ اَعَمُّ مِنْ اَنْ یَکُوْنَ قَوْلَ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوِ الصَّحَابِیِّ اَوِ التَّابِعِیِّ وَفِعْلَھُمْ وَتَقْرِیْرَھُمْ"

(شرح المشکوٰۃ للطیبی:ج1ص4،5)

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل، تقریر۔ صحابی کے قول، فعل، تقریر یا تابعی کے قول، فعل اور تقریر کو حدیث کہتے ہیں۔

❖ شیخ عبد الحق بن سیف الدین بن سعد اللہ البخاری الدھلوی الحنفی رحمہ اللہ (ت1052ھ) لکھتے ہیں:

اِعۡلَمۡ أَنَّ الْحَدِیۡثَ فِی اصۡطِلَاحِ جُمۡهُوۡرِ الْمُحَدِّثِیۡنَ یُطۡلَقُ عَلٰی قَوۡلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ وَفِعۡلِهٖ وَتَقۡرِیۡرِهٖ وَمَعۡنَی التَّقۡرِیۡرِ أَنَّهٗ فَعَلَ أَحَدٌ أَوۡ قَالَ شَیۡئًا فِیۡ حَضۡرَتِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ وَلَمۡ یُنۡکِرۡهُ وَلَمۡ یَنۡهَهٗ عَنۡ ذٰلِكَ بَلۡ سَکَتَ وَقَرَّرَ وَ کَذٰلِكَ یُطۡلَقُ عَلٰی قَوۡلِ الصَّحَابِیِّ وَفِعۡلِهٖ وَتَقۡرِیۡرِهٖ وَعَلٰی قَوۡلِ التَّابِعِیِّ وَفِعۡلِهٖ وَتَقۡرِیۡرِهٖ.

(مقدمہ مشکوٰۃ المصابیح للشیخ عبد الحق: ص3)

ترجمہ: جان لیجیے کہ جمہور محدثین کی اصطلاح میں "حدیث" کا اطلاق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور تقریر پر ہوتا ہے۔ تقریر کا معنی یہ ہے کہ کسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں کوئی کام کیا یا کوئی بات کہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نکیر نہیں فرمائی اور نہ ہی اس سے روکا بلکہ خاموش رہ کر اس کی تائید فرمادی ہو۔ اسی طرح "حدیث" کا اطلاق صحابی کے قول، فعل اور تقریر پر ہوتا ہے اور تابعی کے قول، فعل اور تقریر پر بھی ہوتا ہے۔

فائدہ:

حدیث کی تعریف میں علامہ طیبی رحمہ اللہ اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ کا فرمان راجح معلوم ہوتا ہے۔ اس لیے کہ خبر واحد کی منتہیٰ کے اعتبار سے تقسیم میں مرفوع کے ساتھ ساتھ موقوف و مقطوع (جو یقیناً صحابی یا تابعی کے قول، فعل یا تقریر ہوتے ہیں) کو بھی حدیث شمار کیا گیا ہے جو دلیل ہے کہ حدیث کی تعریف میں توسّع ہے۔

حدیث، خبر اور اثر میں نسبت:

لفظ "حدیث" کے ساتھ کچھ اور الفاظ مثلاً "خبر" اور "اثر" بھی استعمال ہوتے ہیں۔ بعض حضرات کے ہاں یہ الفاظ ہم معنی ہیں، جبکہ بعض حضرات نے ان میں کچھ فرق کیا ہے۔

خبر:

حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی بن محمد بن محمد بن احمد المعروف ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (ت852ھ) فرماتے ہیں:

"اَلْخَبَرُ عِنۡدَ عُلَمَاءِ هٰذَا الفنِّ مرادِفٌ للحدیثِ. وَقِیۡلَ اَلْحَدِیۡثُ: مَا جَاءَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ وَالْخَبَرُ: مَا جَاءَ عَنۡ غَیۡرِهٖ وَقِیۡلَ: بَیۡنَهُمَا عُمُوۡمٌ وَخُصُوۡصٌ مُطۡلَق: فکلُّ حدیثٍ خبرٌ مِن غیر عکسٍ"

(نزھۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر: ج1ص35،36)

ترجمہ: جمہور علماء اصولیّین کے ہاں لفظ خبر حدیث کے مترادف ہے {یعنی دونوں کا اطلاق مرفوع، موقوف اور مقطوع پر ہوتا ہے}

ایک قول کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور تقریر کو حدیث اور صحابی یا تابعی کے قول، فعل اور تقریر کو خبر کہتے ہیں۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ حدیث اور خبر میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے۔ یعنی ہر حدیث خبر ہے لیکن ہر خبر حدیث نہیں۔

فائدہ:

حدیث اور خبر کے بارے یہی تین قول محدث علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ (ت 1394ھ) نے بھی نقل فرمائے ہیں۔

(قواعد فی علوم الحدیث: ص24، 25)

اثر:

محدث علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ (ت 1394ھ) فرماتے ہیں:

"وَالْمُحَدِّثُوْنَ يُسَمُّوْنَ الْمَرْفُوْعَ وَالْمَوْقُوْفَ بِالْاَثَرِ وَفُقَهَاءُ خُرَاسَان يُسَمُّوْنَ الْمَوْقُوْفَ بِالْاَثَرِ وَ الْمَرْفُوْعَ بِالْخَبَرِ وَ الْحَدِيْثِ"

(قواعد فی علوم الحدیث: ص25)

ترجمہ: حضرات محدثین رحمھم اللہ مرفوع {حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل، تقریر} اور موقوف {صحابی کے قول، فعل، تقریر} دونوں کو اثر کہتے ہیں۔ جبکہ خراسان کے فقہاء رحمھم اللہ موقوف {صحابی کے قول، فعل، تقریر} کو اثر اور مرفوع {حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل، تقریر} کو خبر اور حدیث کہتے ہیں۔

حدیث اور سنت میں فرق:

1: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ اقوال، افعال اور تقاریر جن میں خصوصیت اور عذر کا احتمال ہو انہیں حدیث کہتے ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ احادیث جن میں یہ احتمال نہ ہوں انہیں سنت کہتے ہیں۔

2: جس کام پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشگی اختیار فرمائی ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کو لیکر چلے ہوں تو وہ سنت ہو گی۔ اور جس پر ہمیشگی نہ ہو یا جسے صحابہ لیکر نہ چلے ہوں وہ حدیث ہو گی۔

فائدہ:

ہر حدیث کا قابل عمل ہونا ضروری نہیں جبکہ ہر سنت کا قابل عمل ہونا ضروری ہے۔

اصول حدیث کی تعریف:

امام ابو الفضل جلال الدین عبد الرحمان بن کمال الدین ابی بکر بن محمد السیوطی رحمہ اللہ (ت 911ھ) فرماتے ہیں:

قال الشيخ عِزُّ الدينُ بنُ جَمَاعَةَ عِلْمُ الْحَدِيْثِ عِلْمٌ بِقَوَانينَ يُعْرَفُ بها أحوالُ السَّنَدِ وَالْمَتنِ

(تدریب الراوی: ص16)

ترجمہ: شیخ عز الدین بن جماعہ محمد بن ابو بکر الشافعی رحمہ اللہ (ت 819ھ) فرماتے ہیں: علمِ اصول حدیث ان قوانین کے جاننے کا نام ہے جن کے ذریعے سند {راوی} اور متن {مروی} کے احوال معلوم کئے جاتے ہیں۔

اصول حدیث کا موضوع:

محدث علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ (ت 1394ھ) فرماتے ہیں:

وامامَوْضُوْعُ عِلْمِ الْحَدِیْثِ فَھُوَ السَّنَدُ وَالْمَتَنُ

(قواعد فی علوم الحدیث ص23)

ترجمہ: علمِ اصول حدیث کا موضوع سند اور متن ہے۔

اصول حدیث کی غرض وغایت:

امام ابو الفضل جلال الدین عبد الرحمان بن کمال الدین ابی بکر بن محمد السیوطی رحمہ اللہ (ت 911ھ) فرماتے ہیں:

وَغَایَتُہٗ مَعْرِفَۃُ الصَّحِیْحِ مِنْ غَیْرِہ

(مقدمہ تدریب الراوی ص16)

ترجمہ: علمِ اصول حدیث کی غرض صحیح اور ضعیف کو پہچاننا ہے۔(تاکہ حدیث کے احوال معلوم کر کے مقبول پر عمل کیا جائے اور غیر مقبول سے بچا جائے)۔

فصل نمبر:2 حدیث مبارک کی بنیادی تقسیم

1:خبر متواتر	2:تواتر اسنادی	3:تواتر طبقاتی
4:تواتر توارث	5:تواتر معنوی	6:خبر واحد

حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر ہم تک پہنچنے کے اعتبار سے حدیث کی بنیادی دو قسمیں ہیں:

1:خبر متواتر۔

2:خبر واحد۔

1:متواتر کا لغوی معنیٰ:

متواتر تواتر سے ہے جس کا لغوی معنی ہے پے در پے اور مسلسل۔

متواتر کا اصطلاحی معنیٰ:

امام ابو بکر احمد بن علی الرازی الجصاص رحمہ اللہ (ت 370ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمُتَوَاتِرُمَا تَنْقُلُہُ جَمَاعَۃٌ لِکَثْرَۃِ عَدَدِھَا لَا یَجُوزُ عَلَیْھِمْ فِی مِثْلِ صِفَتِھِمُ الِاتِّفَاقُ وَالتَّوَاطُؤُ فِی مَجْرَی الْعَادَۃِ عَلَی اخْتِرَاعِ خَبَرٍ لَا أَصْلَ لَہُ

(الفصول فی الاصول: ج3 ص37)

ترجمہ: حدیث متواتر اس حدیث کو کہتے ہیں جس کو نقل کرنے والی جماعت اتنی بڑی ہو کہ اس کا کسی بے بنیاد خبر پر اتفاق کر لینا عادۃً محال ہو۔

فائدہ1:

متواتر کی تعریف میں مندرجہ ذیل باتوں کا پایا جانا ضروری ہے۔

1: نقل کرنے والے راوی بہت زیادہ ہوں، راجح قول کے مطابق اس کثرت کی کوئی حتمی تعداد متعین نہیں۔

2: تمام رواۃ عادل اور تام الضبط ہوں۔

3:سارے راوی ایک بات پر متفق ہوں۔

4:اتفاق عادتا ہو۔

فائدہ2:

محال کی تین قسمیں ہیں

1: محال عقلی: وہ ہے جس کا وجود عقلاً ناممکن ہو، عقل کی رو سے دو چیزیں جمع نہ ہو سکیں یعنی عقل ان کے جمع ہونے کو تسلیم نہیں کرتی۔ جیسے ایک چیز آگ بھی ہو اور پانی بھی ہو، ایک چیز روشنی بھی ہو اور اندھیرا بھی ہو۔

2: محال شرعی: وہ ہے جس کا وقوع شرعاً ناممکن ہو یعنی شریعت اس کے وقوع کو تسلیم نہ کرے۔ مثلاً دو بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرنا، کافر کا جنت میں جانا۔

3: محال عادی: وہ چیز جس کا وقوع عادتاً محال ہو۔ عام طور پر لوگوں کی عادت میں نہ ہوتا ہو جیسے ایک آدمی اتنا دوڑے کہ پانچ سو کلو میٹر فی گھنٹہ اس کی رفتار ہو۔

فائدہ3:

یہاں محال سے مراد محال عادی ہے۔

تواتر کی اقسام:

امام العصر خاتم المحدثین حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ (ت 1352ھ) فرماتے ہیں:

"والتَّواتُرُ علی أنحاءٍ: تواتُرُ إسنادٍ، وَتَوَاتُرُ طبقَةٍ، وَتواتُرُ توارُثٍ وتعامُلٍ وتواتُرُ قدْرِ المُشترَك.

(نَیلُ الفَرقَدَین فی مسئلۃ رفع الیدین: ص30)

ترجمہ: تواتر کی کئی قسمیں ہیں: تواتر اسنادی، تواتر طبقاتی، تواتر توارث و تعامل اور تواتر قدرِ مشترک۔

1: تواتر اسنادی و لفظی:

جسکو نقل کرنے والے راوی اتنے زیادہ ہوں کہ ان سب کا جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو، اسے تواتر لفظی بھی کہتے ہیں۔

علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی الشافعی رحمہ اللہ (ت 911ھ) لکھتے ہیں:

"هُوَ مَا تَوَاتَرَ لَفْظُهُ"

(تدریب الراوی للسیوطی: ج2 ص162)

ترجمہ: متواتر لفظی وہ حدیث ہے جس کے الفاظ تواتر سے منقول ہوں۔

مثال:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

(صحیح مسلم: باب تغلیظ الکذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے۔

2:تواتر طبقاتی:

جو طبقہ در طبقہ امت کی طرف منتقل ہو۔

مثال:

قرآن کریم اور فقہ اسلامی۔

3:تواتر توارث یا تواتر تعامل:

جس پر ہر دور میں امت نے عمل کیا ہو۔

مثال:

جمعہ کے دو خطبوں کے درمیان امام کا تھوڑی دیر کے لئے بیٹھنا۔

امام ابو الحسین علی بن ابو بکر بن عبد الجلیل المرغینانی رحمہ اللہ (ت 593ھ) فرماتے ہیں:

"وَيَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ يَفْصِلُ بَيْنَهُمَا بِقَعْدَةٍ جَرىٰ بِهِ التَّوَارُثُ"

(الہدایہ: ج1ص187 کتاب الصلوٰۃ)

ترجمہ: امام جمعہ میں دو خطبے دے گا اور ان دونوں کے درمیان کچھ دیر بیٹھے گا امت کا متواتر عمل یہی ہے۔

اسی طرح مسلمان کی وفات کے بعد غسل دینا، کفن پہنانا، جنازہ پڑھنا، دفن کرنا، عرفہ میں نماز ظہر وعصر اور مزدلفہ میں نماز مغرب وعشاء کو جمع کرنے پر عملی تواتر ہے۔

4:تواتر قدر مشترک و تواتر معنوی:

ایسی چند احادیث جن کو نقل کرنے والے افراد الگ الگ ہوں اور ان کے الفاظ بھی جدا جدا ہوں لیکن ان کا مطلب اور مفہوم ایک ہو۔

علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی الشافعی رحمہ اللہ (ت 911ھ) لکھتے ہیں:

هُوَ أَنْ يَنْقُلَ جَمَاعَةٌ يَسْتَحِيلُ تَوَاطُؤُهُمْ عَلَى الْكَذِبِ وَقَائِعَ مُخْتَلِفَةً تَشْتَرِكُ فِيْ أَمْرٍ يَتَوَاتَرُ ذٰلِكَ الْقَدْرُ الْمُشْتَرِكُ.

(تدریب الراوی للسیوطی: ج2ص162)

ترجمہ: متواتر معنوی یہ ہے کہ ایک جماعت جس کا جھوٹ پر جمع ہونا محال ہو ایسے مختلف واقعات نقل کرے جن میں پائی جانے والی قدرِ مشترک بات حد تواتر کو پہنچ گئی ہو۔

مثال:

احادیثِ نزول عیسیٰ علیہ السلام۔ امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ البیہقی رحمہ اللہ (ت458ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ مِنَ السَّمَاءِ فِيْكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ."

(کتاب الاسماء والصفات للبیہقی: ج2ص166 باب قول اللہ عزوجل "إني متوفيك")

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری خوشی کا اس وقت کیا

عالم ہو گا جب حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تم میں آسمان سے نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہو گا۔(یعنی امام مہدی کی اقتداء کریں گے)

شیخ الاسلام علامہ زاہد بن الحسن الکوثری رحمہ اللہ (ت 1371ھ) نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی احادیث کے متعلق لکھتے ہیں:

وَالتَّوَاتُرُ فِيْ حَدِيْثِ نُزُوْلِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ تَوَاتُرٌ مَعْنَوِيٌّ حَيْثُ تَشَارَكَتْ اَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ جِدًّا.

(العقیدۃ وعلم الکلام للکوثری: ص70)

ترجمہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی احادیث میں پائے جانے والا تواتر؛ تواترِ معنوی ہے کیونکہ اس میں بہت زیادہ احادیث پائی جاتی ہیں۔

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات، دعاء کرتے وقت ہاتھ اٹھانا، حضرت امام محمد مہدی علیہ الرضوان کا تشریف لانا، قبر میں سوال وجواب اور ثواب وعذاب کا ہونا اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو قبر میں زندگی ملنا وغیرہ بھی تواتر معنوی سے منقول ہے۔

2: خبر واحد:

حافظ ابو الفضل احمد بن علی المعروف ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

"مَا لَمْ يَجْمَعْ شُرُوْطَ التَّوَاتُرِ"

(نزھۃ النظر: ص31)

ترجمہ: خبرِ واحد وہ حدیث ہے جس میں تواتر کی شرائط نہ پائی جائیں۔(جس کے راوی اس قدر کثیر نہ ہوں)

فصل نمبر:3 منتہٰی کے اعتبار سے حدیث مبارک کی تقسیم

جہاں پہ سند ختم ہو اور متن شروع ہو اس اعتبار سے حدیث مبارک کی چار قسمیں ہیں:

1: حدیث قدسی	2: حدیث مرفوع	3: حدیث موقوف	4: حدیث مقطوع

1: حدیث قدسی:

سلطان المحدثین ملا علی القاری رحمہ اللہ (ت 1014ھ) فرماتے ہیں:

هُوَ الْحَدِيْثُ الَّذِيْ يُسْنِدُهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى اللهِ فَيَرْوِيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أَنَّهُ كَلَامُ اللهِ تَعَالٰى

(الاحادیث القدسیۃ الاربعینیۃ لملا علی القاری: تحت تعریف الحدیث القدسی اصطلاحاً)

ترجمہ: حدیث قدسی اس حدیث کو کہتے ہیں جس کی نسبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف فرمائیں اور اس حدیث کو یہ کہہ کر ذکر فرمائیں کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔

مثال:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللهُ تَعَالٰى أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِيْ فَإِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِيْ نَفْسِيْ وَإِنْ ذَكَرَنِيْ فِيْ مَلَإٍ ذَكَرْتُهُ فِيْ مَلَإٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ بِشِبْرٍ تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا

وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا وَإِنْ أَتَانِي يَمْشِي أَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً

(صحیح البخاری: باب قولِ اللہِ تعالی ویُحذِّرُکُمُ اللہُ نَفسَہُ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں میں اپنے بندے کے ساتھ ویسا معاملہ کرتا ہوں جیسا وہ مجھ سے گمان رکھتا ہے۔ اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، اگر وہ مجھے تنہائی میں یاد کرتا ہے تو میں اسے خلوت میں یاد کرتا ہوں، اور اگر وہ مجھے کسی مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں اُسے اس سے بہتر مجلس میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ ایک بالشت میرے قریب آئے تو میں ایک ہاتھ اُس کے قریب ہو جاتا ہوں، اور اگر وہ ایک ہاتھ میرے قریب آئے تو میں دو ہاتھ اس کے قریب ہو جاتا ہوں، اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑ کر جاتا ہوں۔

حدیث قدسی اور قرآن کریم میں فرق:

1. قرآن کریم میں پیغام اور الفاظ دونوں بطور اعجاز اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں جبکہ حدیث قدسی میں پیغام اللہ تعالی کی طرف سے اور اس پیغام کے لئے الفاظ کا انتخاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہوتا ہے۔
2. قرآن کریم قطعی الثبوت ہے اس کے لئے سند کی ضرورت نہیں۔ جبکہ حدیث قدسی میں صحت وعدم صحت کا فیصلہ سند دیکھنے کے بعد کیا جاتا ہے۔
3. قرآن کریم کو نماز میں بطور قرات کے پڑھا جاتا ہے، جبکہ حدیث قدسی کی نماز میں تلاوت نہیں کی جاتی۔
4. قرآن کریم کو بغیر طہارت کے چھونا جائز نہیں، جبکہ حدیث قدسی کو چھونا جائز تو ہے لیکن خلاف ادب ہے۔
5. قرآن کریم کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے، جبکہ حدیث قدسیہ کا منکر دائرہ اسلام سے خارج نہیں الا یہ کہ وہ متواتر ہو۔

حدیث قدسی اور حدیث مرفوع میں فرق:

1. حدیث قدسی منسوب الی اللہ ہوتی ہے اور حدیث مرفوع منسوب الی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوتی ہے۔
2. حدیث قدسی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جبکہ حدیث مرفوع میں صحابی کہتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

2: حدیث مرفوع:

محدث علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ (ت1394ھ) فرماتے ہیں:

"مَا أُضِيفَ إلى النَّبِيِّ صلَّى الله عَلَيْهِ وسلَّمَ خاصَّةً من قَولٍ أو فِعلٍ أو تَقْرِيرٍ"

(قواعد فی علوم الحدیث: ص38)

ترجمہ: حدیث مرفوع وہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو چاہے آپ کا قول ہو، فعل ہو یا تقریر ہو۔

فائدہ:

حدیث مرفوع کی دو قسمیں ہیں:

۱: مرفوع حقیقی	۲: مرفوع حکمی

ا:مرفوع حقیقی:

جس میں صراحتاً کسی قول، فعل، تقریر یا وصف کی نسبت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی گئی ہو۔

مرفوع حقیقی کی چار صورتیں ہیں:

مرفوع قولی	مرفوع فعلی	مرفوع تقریری	مرفوع وصفی

مرفوع قولی:

جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک منقول ہو، چاہے لفظ قال ہو یا اس کے ہم معنی یعنی اَمَرَ، نَہٰی، قَضٰی وغیرہ۔

❖ لفظ قال کی مثال:

"عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَفْضَلَ الْاِيْمَانِ اَنْ تَعْلَمَ اَنَّ اللهَ مَعَكَ حَيْثُمَا كُنْتَ"

(المعجم الاوسط للطبرانی: ج6ص287رقم الحدیث8796)

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افضل ایمان یہ ہے کہ تو یہ یقین بنا لے کہ تو جہاں کہیں بھی ہو اللہ تیرے ساتھ ہے۔

❖ لفظ اَمَرَ کی مثال:

عَنْ نَافِعٍ قَالَ عَطَسَ رَجُلٌ إِلَى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى الله عَلَيه وسَلَّم فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَأَنَا أَقُولُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى الله عَلَيه وسَلَّم وَلٰكِنْ لَيْسَ هٰكَذَا أَمَرَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى الله عَلَيه وسَلَّم أَنْ نَقُولَ إِذَا عَطَسْنَا أَمَرَنَا أَنْ نَقُولَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ.

(اتحاف الخیرۃ المہرۃ للبوصیری: ج6ص142رقم الحدیث5518)

ترجمہ: حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک آدمی کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس چھینک آئی تو اس نے کہا "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى الله عَلَيه وسَلَّم "حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا: میں بھی اللہ کی تعریف کرتا ہوں ہو اور حضور پر درود بھی پڑھتا ہوں۔ لیکن چھینک آنے پر حضور نے ہمیں یہ پڑھنے کا حکم نہیں دیا، بلکہ آپ نے ہمیں حکم دیا کہ چھینک آنے پر یہ کہیں "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ"۔

❖ لفظ نَھیٰ کی مثال:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ لُحُومِ الْحُمُرِ الْإِنْسِيَّةِ وَعَنْ مُتْعَةِ النِّسَاءِ يَوْمَ خَيْبَرَ

(شرح معانی الآثار: باب اکل لحوم الحمر الاهلیۃ)

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ خیبر کے موقع پر پالتو گدھے کا گوشت کھانے اور عورتوں سے نکاح متعہ کرنے سے منع فرمایا تھا۔

❖ **لفظ قضیٰ کی مثال:**

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الزُّبَیْرِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَضیٰ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّ الْخَصْمَیْنِ یَقْعُدَانِ بَیْنَ یَدَیِ الْحَکَمِ

(سنن ابی داود: باب کَیْفَ یَجْلِسُ الْخَصْمَانِ بَیْنَ یَدَیِ الْقَاضِی)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا فریقین قاضی کے سامنے بیٹھیں۔

مرفوع فعلی:

وہ حدیث جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل مبارک کا بیان ہو۔

مثال:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَیْلَۃٍ فِیْ رَمَضَانَ فَصَلَّی النَّاسَ اَرْبَعَۃً وَّعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً وَاَوْتَرَ بِثَلَاثَۃٍ.

(تاریخ جرجان للسہمی: ص317، فی نسخۃ142)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف کی ایک رات تشریف لائے تو لوگوں کو چوبیس رکعات (چار رکعات فرض، بیس رکعات تراویح) اور تین رکعات وتر پڑھائے۔

مرفوع تقریری:

کسی صحابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کوئی کام کیا ہو یا کسی کام کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا ہو اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تائید فرمائی ہو یا اس پر خاموشی اختیار فرمائی ہو۔

مثالیں:

عَنْ أَبِی هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَإِذَا أُنَاسٌ فِی رَمَضَانَ یُصَلُّوْنَ فِی نَاحِیَۃِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ مَا هٰؤُلَاءِ فَقِیلَ هٰؤُلَاءِ نَاسٌ لَیْسَ مَعَهُمْ قُرْآنٌ وَأُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ یُصَلِّی وَهُمْ یُصَلُّوْنَ بِصَلَاتِہِ فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم أَصَابُوْا وَنِعْمَ مَا صَنَعُوْا

(سنن ابی داود: باب فی قیام شہر رمضان)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رمضان المبارک میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور دیکھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صحابہ مسجد کے ایک کونے میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کیا کر رہے ہیں؟ آپ کو بتایا گیا کہ ان لوگوں کو قرآن یاد نہیں ہے اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے ہیں تو یہ لوگ ان کی اقتدا میں نماز ادا کر رہے ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہوں نے درست کام کیا اور بہت اچھا کیا۔

عَنْ أَبِی سَعِیدٍ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ خَرَجَ رَجُلَانِ فِی سَفَرٍ فَحَضَرَتِ الصَّلَاۃُ وَلَیْسَ مَعَهُمَا مَاءٌ فَتَیَمَّمَا صَعِیدًا طَیِّبًا فَصَلَّیَا ثُمَّ وَجَدَا الْمَاءَ فِی الْوَقْتِ فَأَعَادَ أَحَدُهُمَا الصَّلَاۃَ وَالْوُضُوءَ وَلَمْ یُعِدِ الْآخَرُ ثُمَّ أَتَیَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ

وسلم فَذَكَرَا ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ لِلَّذِي لَمْ يُعِدْ أَصَبْتَ السُّنَّةَ وَأَجْزَأَتْكَ صَلَاتُكَ وَقَالَ لِلَّذِي تَوَضَّأَ وَأَعَادَ لَكَ الْأَجْرُ مَرَّتَيْنِ

(سنن ابی داود: باب فِي الْمُتَيَمِّمِ يَجِدُ الْمَاءَ بَعْدَ مَا يُصَلِّي فِي الْوَقْتِ)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ دو صحابی سفر میں تھے اور نماز کا وقت ہو گیا ان کے پاس پانی موجود نہیں تھا۔ انھوں نے پاک مٹی سے تیمم کر کے نماز پڑھ لی، ابھی نماز کا وقت باقی تھا کہ پانی مل گیا تو ان میں سے ایک نے وضو کر کے نماز دوبارہ پڑھ لی اور دوسرے نے نماز دوبارہ نہ پڑھی۔ جب وہ دونوں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا واقعہ بتایا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز دوبارہ نہ پڑھنے والے صحابی سے فرمایا کہ تم نے سنت پر عمل کیا {تمہارا اجتہاد درست ہے} اور تمہارے لیے تمہاری ایک نماز کافی ہو گئی۔ اور جس نے وضو کر کے نماز دوبارہ پڑھی اس سے فرمایا تمہیں دو نمازوں کا اجر ملے گا۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنَا لَمَّا رَجَعَ مِنْ الْأَحْزَابِ لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدٌ الْعَصْرَ إِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةَ فَأَدْرَكَ بَعْضَهُمْ الْعَصْرُ فِي الطَّرِيقِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا نُصَلِّي حَتَّى نَأْتِيَهَا وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ نُصَلِّي لَمْ يُرَدْ مِنَّا ذَلِكَ فَذُكِرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُعَنِّفْ وَاحِدًا مِنْهُمْ

(صحیح البخاری: رقم الحدیث 946)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خندق سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فرمایا کہ کوئی شخص بنو قریظہ پہنچنے سے پہلے عصر کی نماز نہ پڑھے۔ جب عصر کی نماز کا وقت ہوا تو بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ خیال کرتے ہوئے راستہ میں نماز پڑھ لی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ نہیں تھا کہ نماز قضا کر لیں۔ اور کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا کہ ہم بنو قریظہ پہنچ کر عصر کی نماز پڑھیں گے۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے کسی پر بھی نکیر نہیں فرمائی۔

مرفوع وصفی:

وہ حدیث مبارک جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی وصف کا بیان ہو۔

مثال:

"عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ بِتُّ عِنْدَ خَالَتِي مَيْمُونَةَ لَيْلَةً فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اللَّيْلِ فَلَمَّا كَانَ فِي بَعْضِ اللَّيْلِ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَوَضَّأَ مِنْ شَنٍّ مُعَلَّقٍ وُضُوءًا خَفِيفًا يُخَفِّفُهُ عَمْرٌو وَيُقَلِّلُهُ وَقَامَ يُصَلِّي فَتَوَضَّأْتُ نَحْوًا مِمَّا تَوَضَّأَ ثُمَّ جِئْتُ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ .. فَحَوَّلَنِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ ثُمَّ صَلَّى مَا شَاءَ اللهُ ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتَّى نَفَخَ ثُمَّ أَتَاهُ الْمُنَادِي فَآذَنَهُ بِالصَّلَاةِ فَقَامَ مَعَهُ إِلَى الصَّلَاةِ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ قُلْنَا لِعَمْرٍو إِنَّ نَاسًا يَقُولُونَ إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **تَنَامُ عَيْنُهُ وَلَا يَنَامُ قَلْبُهُ**"

(صحیح البخاری: بَاب التَّخْفِيفِ فِي الْوُضُوءِ)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ میں نے اپنی خالہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رات گزاری، جب تھوڑی رات باقی رہ گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور ایک لٹکے ہوئے مشکیزے سے وضو فرمایا۔ راوی حدیث عمرو اس وضو کا ہلکا پن اور معمولی ہونا بیان کرتے تھے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے لگے، حضرت ابن عباس رضی

اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح وضو کیا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں طرف کھڑا ہو گیا ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پکڑ کر اپنی دائیں جانب پھیر لیا۔ پھر جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی اور اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سونے کے لئے لیٹ گئے یہاں تک کہ خراٹوں کی آواز آنے لگی۔ پھر آپ کی خدمت میں مؤذن حاضر ہوا اور اس نے آپ کو نماز کی اطلاع دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مؤذن کے ساتھ نماز کے لیے تشریف لے گئے۔ اور آپ نے وضو فرمائے بغیر نماز ادا فرمائی۔ راوی سفیان کہتے ہیں کہ ہم نے عمرو سے پوچھا کچھ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھیں سوتی تھیں، دل نہیں سوتا تھا۔

۲: مرفوع حکمی:

جو صراحتاً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہ ہو۔

مرفوع حکمی کی کئی صورتیں ہیں:

1. صحابی رسول کہے "اُمِرْنَا بِکَذَا" کہ ہمیں فلاں کام کرنے کا حکم دیا گیا۔

مثال:

عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ أُمِرْنَا أَنْ نَقْرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَمَا تَيَسَّرَ.

(سنن ابی داود: باب مَنْ تَرَکَ الْقِرَاءَةَ فِي صَلَاتِهِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ)

ترجمہ: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہمیں سورۃ الفاتحہ اور اس کے علاوہ جو آسان ہو پڑھنے کا حکم دیا گیا۔

2. صحابی رسول کہے "نُهِيْنَا عَنْ كَذا" ہمیں فلاں کام کرنے سے روکا گیا۔

مثال:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ نُهِينَا أَنْ نَزِيدَ أَهْلَ الْكِتَابِ عَلَى وَعَلَيْكُمْ

(شرح معانی الآثار: باب السلام علی اهل الکفر)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہمیں اہل کتاب کے سلام کے جواب میں "وعلیکم" کے علاوہ مزید کچھ کہنے سے منع کیا گیا۔

3. صحابی رسول کسی چیز کے بارے کہے "من السنة كذا" فلاں کام کرنا سنت ہے۔

مثال:

"عَن عَلِيّ بنِ أبي طالبٍ رضی اللہ عنہ قال: من السُّنَّةِ أن تَخرُجَ عَلَى العِيدِ ماشِيًا وأن تأكُلَ شيئًا قبلَ أن تخرُجَ"

(سنن ترمذی: باب ماجاء فی المشی یوم العید)

ترجمہ: حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نماز عید کی ادائیگی کے لئے عید گاہ کی طرف پیدل جانا اور کچھ کھا کر جانا سنت ہے۔

4. صحابی رسول قرآن کریم کی کسی آیت کی تفسیر بیان کرے یا آیت کے شان نزول کو بیان کرے۔

مثال:

"عن عَبْدِ اللهِ بنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنهما أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فَقَرَأَ أَصحابُه وَرَاءَه فَخَلطُوا عليهِ فَنَزَلَ {وإِذَا قُرِءَ القُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَه وَأَنْصِتُوْا} فهذه فی المكتُوبة ثُمَّ قال ابنُ عبَّاسٍ وإِن كُنَّا لا نستَمِعُ لمن يقرأ إنا إِذًا لأَجْفى من الحَميرِ"

(کتاب القراءۃ للبیہقی:ص109 رقم الحدیث:255)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں قراءت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے بھی آپ کے پیچھے قراءت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قراءت خلط ملط ہوگئی، اس پر یہ آیت کریمہ (وَإِذَا قُرِءَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا) نازل ہوئی۔ یہ فرض نماز کے متعلق نازل ہوئی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اگر ہم قرآن پڑھنے والے کی قراءت کو نہ سنیں تو اس وقت ہم گدھے سے زیادہ سخت ہوں گے۔

5. صحابی رسول کہے "کنا نفعل کذا" ہم یہ کام کیا کرتے تھے۔

مثال:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا نُخَيِّرُ بَيْنَ النَّاسِ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنُخَيِّرُ أَبَا بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ثُمَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

(صحیح البخاری: باب فضل ابی بکر بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بعض صحابہ کو بعض پر فضیلت دیتے تھے، چنانچہ ہم حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو سب سے افضل، ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اوران کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مرتبہ کے قائل تھے۔

3 حدیث موقوف:

هُوَ الْمَرْوِيُّ عَنِ الصَّحَابَةِ قَوْلًا لَهُمْ أَوْ فِعْلًا أَوْ نَحْوَهُ أَيْ تَقْرِيْرًا۔

(تدریب الراوی:ص93)

ترجمہ: حدیث موقوف وہ ہے جس میں صحابی کے قول، فعل، یا تقریر کا بیان ہو۔

حدیث موقوف کی تین قسمیں ہیں:

1: موقوف قولی	2: موقوف فعلی	3: موقوف تقریری

موقوف قولی:

جس میں صحابی رسول کے کسی قول کا بیان ہو۔ چاہے لفظ قال ہو یا اس کے ہم معنیٰ امر، نھی، قضیٰ وغیرہ۔

مثالیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاتَ وَأَبُو بَكْرٍ بِالسُّنْحِ قَالَ إِسْمَاعِيلُ يَعْنِي بِالْعَالِيَةِ ....فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ فَكَشَفَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَّلَهُ قَالَ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي

طِبْتَ حَیًّا وَمَیِّتًا وَالَّذِی نَفْسِی بِیَدِہٖ لَا یُذِیْقُكَ اللّٰہُ الْمَوْتَتَیْنِ اَبَدًا

(صحیح البخاری: بَاب قَوْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ کُنْتُ مُتَّخِذًا خَلِیلًا)

ترجمہ: ام المونین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو اس وقت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ عوالی کے ایک گاؤں میں تھے وفات کی خبر سن کر آپ تشریف لائے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور سے کپڑا ہٹا کر بوسہ دیا اور کہا حضور میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ کی حیات بھی مبارک تھی وفات بھی مبارک مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اللہ تعالی آپ کو دوسری موت نہیں دیں گے۔

اس حدیث مبارک میں خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے فرمان کا لفظ ''قال'' سے بیان ہے۔

عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَمَرَ اُبَیَّ بْنَ کَعْبٍ اَنْ یُّصَلِّیَ بِاللَّیْلِ فِیْ رَمْضَانَ فَقَالَ اِنَّ النَّاسَ یَصُوْمُوْنَ النَّهَارَ لَا یُحْسِنُوْنَ اَنْ یَّقْرَأُوْا فَلَوْ قَرَأْتَ الْقُرْآنَ عَلَیْھِمْ بِاللَّیْلِ فَقَالَ: یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ! ھٰذَا شَیْئٌ لَمْ یَکُنْ. فَقَالَ، قَدْ عَلِمْتُ وَلٰکِنَّہٗ اَحْسَنُ. فَصَلّٰی بِھِمْ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً.

(مسند احمد بن منیع بحوالہ اتحاف الخیرۃ المہرۃ للبوصیری: ج2 ص424 باب فی قیام رمضان وماروی فی عدد رکعاتہ)

ترجمہ: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے حکم دیا کہ میں رمضان شریف کی رات میں نماز تراویح پڑھاؤں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''لوگ دن کو روزہ رکھتے ہیں اور (رات) قرأت (قرآن) اچھی نہیں کرتے۔ اگر آپ رات کو قرآن مجید کی تلاوت کریں تو اچھا ہے۔'' حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''اے امیر المومنین! یہ تلاوت کا طریقہ پہلے نہیں تھا۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں جانتا ہوں لیکن یہ طریقہ تلاوت اچھا ہے۔'' تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیس رکعات نماز تراویح پڑھائی۔

اس حدیث مبارک میں خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فرمان کا لفظ ''امر'' سے بیان ہے۔

عن مُوسی بنِ عُقبةَ أنَّ رسولَ اللہ صلَّی اللہ علیہِ وسلَّمَ وأبو بَکرٍ وعُمَرُ وعُثمانُ کَانُوا یَنْھَونَ عن القِراءةِ خَلفَ الإمامِ

(مصنف عبد الرزاق: ج2 ص90،91 رقم الحدیث 2813 باب القراءۃ خلف الامام)

ترجمہ: حضرت موسی بن عقبہ فرماتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم امام کے پیچھے قرآن پڑھنے سے منع فرماتے تھے۔

اس حدیث مبارک میں حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے فرامین کا لفظ ''ینھون'' سے بیان ہے۔

عَنِ الْحَکَمِ بْنِ عُتَیْبَةَ قَالَ: قَضیٰ عَلِیٌّ فِی اُنَاسٍ مِنَّا فِی مَنْ تَرَكَ ابْنَتَہٗ وَمَوْلَاتَہٗ فَأَعْطَی ابْنَتَہٗ النِّصْفَ , وَالْمَوْلَاةَ النِّصْفَ

(شرح معانی الآثار: باب مواریث ذوی الارحام)

ترجمہ: حضرت حکم بن عتیبہ فرماتے ہیں جو شخص فوت ہو جائے اس کی ایک بیٹی اور دوسری آزاد کرنے والی عورت ہو تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کا آدھا مال بیٹی کو اور آدھا آزاد کرنے والی عورت کو ملے گا۔

اس حدیث مبارک میں خلیفہ رابع حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے فرمان کا لفظ "قضی" سے بیان ہے۔

موقوف فعلی:

وہ حدیث جس میں صحابی کے عمل کا بیان ہو۔

مثال:

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلَّى ثُمَّ أَتَى قَبْرَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم ، فَقَالَ : السَّلاَمُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ السَّلاَمُ عَلَيْكَ يَا أَبَا بَكْرٍ السَّلاَمُ عَلَيْك يَا أَبَتَاهُ ثُمَّ يَكُونُ وَجْهُهُ وَكَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ أَتَى المسجد فَفَعَلَ ذَلِكَ قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ مَنْزِلَهُ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ :باب من کان یاتی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیسلّمَ)

ترجمہ: حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب سفر پر جانے لگتے تو پہلے مسجد میں جاکر نماز پڑھتے پھر روضہ اقدس پر حاضر ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو سلام کرتے اس کے بعد سفر شروع فرماتے۔جب سفر سے واپس آتے تو پہلے مسجد میں جاکر نماز ادا کرتے پھر روضہ اقدس پر سلام پڑھتے پھر گھر میں داخل ہوتے۔

موقوف تقریری:

وہ حدیث جس میں صحابی کسی دوسرے صحابی یا تابعی کا عمل دیکھ کر اس کی تائید کرے یا خاموش ہو جائے۔

مثال:

عَنْ مَالِكٍ الدَّارِ قَالَ وَكَانَ خَازِنَ عُمَرَ عَلَى الطَّعَامِ قَالَ :أَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِي زَمَنِ عُمَرَ فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ اسْتَسْقِ لأُمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا فَأَتَى الرَّجُلَ فِي الْمَنَامِ فَقِيلَ لَهُ ائْتِ عُمَرَ فَأَقْرِئْهُ السَّلاَمَ وَأَخْبِرْهُ أَنَّكُمْ مستسقون وَقُلْ لَهُ عَلَيْك الْكَيْسُ عَلَيْك الْكَيْسُ فَأَتَى عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ فَبَكَى عُمَرُ ثُمَّ قَالَ يَا رَبِّ لاَ آلُو إلاَّ مَا عَجَزْت عَنْهُ.

(مصنف ابن ابی شیبہ باب ماذکر فی فضلِ عمر بنِ الخطاب رضی اللہ عنہ)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے دور کے وزیر خوراک حضرت مالک دار فرماتے ہیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں لوگ قحط سالی میں مبتلا ہوئے ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور پر حاضر ہوا۔اور عرض کیا یا رسول اللہ اپنی امت کے لئے دعا فرمایئے اللہ بارش عطا فرمائیں آپ کی امت قحط سالی کی وجہ سے پریشان ہے اس شخص کو خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی آپ نے اس کو فرمایا حضرت عمر کے پاس جانا ان کو کر میرا اسلام دینا اور انہیں بتانا کہ تمہاری قحط سالی ختم کی جائے گی،ان سے کہنا دانائی اختیار کریں یہ شخص حضرت عمر کے پاس آئے اور آکر آپ کو ساری صورتحال سے آگاہ کیا جسے سن کر حضرت عمر رونے لگے پھر فرمانے لگے اے میرے پروردگار میں نے کوئی سستی نہیں کی ہاں جو چیز میرے بس میں نہیں اس میں میں مجبور ہوں۔

" وعن عليٍّ أَنَّهُ بَعْدَ مَا دُفِنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ جِئْتُكَ تَسْتَغْفِرُ لِي إِلَى رَبِّيْ فَنُوْدِيَ مِنَ الْقَبْرِ الشَّرِيْفِ قَدْ غُفِرَ لَكَ"

(تحریرات حدیث: ص396 مولنا حسین علی الوانی رحمہ اللہ)

ترجمہ: حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین کے بعد ایک دیہاتی قبر مبارک پر حاضر ہوا اور عرض کیا یارسول اللہ میں آپ کے پاس اس لیے آیا ہوں کہ آپ پروردگار کے سامنے میری بخشش کی سفارش فرمائیں تو قبر اطہر سے آواز آئی آپ کے گناہوں کو معاف کر دیا گیا ہے۔

حدیث مقطوع:

ما جاءَ عن التَّابِعينَ من أقوالِهِم وأفعالِهِم مَوقُوفًا عليهِم

(قواعد فی علوم الحدیث: ص41)

ترجمہ: حدیث مقطوع وہ ہے جو تابعین سے مروی ہو یعنی اس میں تابعی کے قول یا فعل کا بیان ہو۔

حدیث مقطوع کی تین قسمیں ہیں۔

حدیث مقطوع قولی	حدیث مقطوع فعلی	حدیث مقطوع تقریری

مقطوع قولی:

جس میں تابعی کے قول کا بیان ہو۔

مثال:

عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا الْعَالِيَةِ عَنِ الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلاَةِ عَلَى الْجِنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَقَالَ مَا كُنْت أَحْسِبُ أَنَّ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ تُقْرَأُ إلاَّ فِي صَلاَةٍ فِيهَا رُكُوعٌ وَسُجُودٌ"

(مصنف ابن ابی شیبہ ج3 ص182 باب مَنْ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْجِنَازَةِ قِرَاءَة)

ترجمہ: ابو المنھال کہتے ہیں میں نے حضرت ابو العالیہ رفیع بن مہران رحمہ اللہ سے نماز جنازہ میں میں فاتحہ پڑھنے کے بارے پوچھا تو آپ نے فرمایا سورۃ الفاتحہ اس نماز میں پڑھی جاتی ہے جو رکوع، سجدے والی ہو۔

مقطوع فعلی:

جس میں تابعی کے عمل کا بیان ہو۔

مثال:

{عن ابراهيم} اَنَّهُ كَانَ يَضَعُ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى تَحْتَ السُّرَّةِ.

(کتاب الآثار بروایۃ الامام محمد: جزء1 ص323 رقم الحدیث 121، مصنف ابن ابی شیبہ ج3 ص322 رقم 3960)

ترجمہ: امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھتے تھے۔

مقطوع تقریری:

تابعی کے سامنے کوئی بات کی جائے یا کوئی کام کیا جائے وہ اس پر خاموش ہو جائے۔

مثال:

عَنْ أَدْهَمَ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عَبْدِالْعَزِيْزِ قال: كُنَّا نَقُوْلُ لِعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فِي الْعِيْدَيْنِ تَقَبَّلَ اللهُ مِنَّا وَمِنْكَ يَا أَمِيْرَ

الْمُؤْمِنِيْنَ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا وَلَا يُنْكِرُ ذٰلِكَ عَلَيْنَا

(شعب الایمان بیہقی رقم الحدیث3720)

ترجمہ: حضرت عمر بن عبد العزیز کے غلام ادہم فرماتے ہیں ہم عیدین کے موقع پر حضرت عمر بن عبد العزیز کو ان الفاظ میں مبارک دیتے "امیر المومنین اللہ پاک ہمارے اور آپ کے اعمال کو قبول فرمائیں" آپ رحمہ اللہ ہماری مبارک کا جواب دیتے اور ہمیں اس بات سے روکتے نہیں تھے۔

فصل نمبر4: راویوں کی صفات کے اعتبار سے حدیث مبارک کی تقسیم

راویوں کی صفات کے اعتبار سے حدیث مبارک کی سولہ قسمیں ہیں:

حدیث صحیح لذاتہ	حدیث حسن لذاتہ	حدیث صحیح لغیرہ	حدیث ضعیف
حدیث حسن لغیرہ	موضوع	حدیث متروک	حدیث شاذ
حدیث محفوظ	حدیث منکَر	حدیث معروف	حدیث معلَّل
حدیث مضطرِب	حدیث مقلوب	حدیث مصحَّف	حدیث مدرَج

1: صحیح لذاتہ:

"وھو خَبَرُ الوَاحِدِ المتَّصِلُ السَّنَدِ بِنَقْلِ عَدْلٍ تَامِّ الضَبْطِ غَيْرُ مُعَلَّلٍ بِقَادِحٍ وَلَا شَاذٍّ"

(قواعد فی علوم الحدیث: ص35)

ترجمہ: صحیح لذاتہ وہ حدیث ہے جس کی سند متصل ہو اس کو نقل کرنے والے سارے راوی عادل، کامل الضبط ہوں اور وہ معلل وشاذ ہونے سے محفوظ ہو۔

فائدہ:

- سند متصل: ہونے کا معنیٰ ہے کہ اس میں سارے راوی مذکور ہوں کوئی راوی چھوٹا ہوا نہ ہو۔
- راوی عادل ہوں: اس کا معنیٰ ہے کہ وہ اچھی عادات کو اپنانے والے اور بری عادات سے بچنے والے ہوں۔
- کامل الضبط: اس کا معنیٰ ہے کہ حدیث سننے کے وقت سے لے کر بیان کرتے وقت تک حافظہ ٹھیک ہو۔
- معلل نہ ہو: اس کا معنی راوی میں یا روایت میں ایسی پوشیدہ علت نہ ہو جو صحت حدیث کے لئے مضر ہو۔
- شاذ نہ ہو: اس کا معنیٰ ہے اس حدیث میں ثقہ راوی جماعت ثقات کی یا اوثق کی مخالفت نہ کر رہا ہو۔

مثال:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِي الْمَغْرِبِ بِالطُّورِ

(صحیح البخاری: باب الجہر فی المغرب)

ترجمہ: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے مغرب کی نماز میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۃ والطور پڑھتے ہوئے سنا۔

2: حسن لذاتہ:

فإن خَفَّ الضبطُ والصفاتُ الأُخری فیہ فھو الحسنُ لذاتِہ

(قواعد فی علوم الحدیث: ص34)

ترجمہ: حدیث حسن لذاتہ وہ حدیث ہے جس کے راوی میں صرف ضبط ناقص ہو، باقی ساری شرائط صحیح لذاتہ کی موجود ہوں۔

مثال:

"عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا مَرَرْتُمْ بِرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَارْتَعُوْا قَالُوْا وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ؟ قَالَ حِلَقُ الذِّكْرِ"

(سنن الترمذی: رقم الحدیث 3510)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جنت کے باغات کے قریب سے گزرو تو وہاں سے کچھ لے لیا کرو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ جنت کے باغات کونسے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ذکر کی مجالس۔

اس روایت کے راوی محمد بن ثابت کا حافظہ کمزور ہونے کی وجہ سے یہ حدیث حسن لذاتہ ہے۔

3: صحیح لغیرہ:

فان تعدَّدَتْ طرقُ الْحَسَنِ لذَاتِہ بِمَجِیْئِہ مِنْ طَرِیْقٍ آخر أو مُسَاوِیْہِ أوْ طُرُقٍ أُخْریٰ وَلَوْ مُنْحَطَّۃً فَھُوَ الصحیحُ لِغیرِہ

(قواعد فی علوم الحدیث ص34)

ترجمہ: اگر حدیث حسن لذاتہ دوسرے طریق سے مروی ہو چاہے وہ دوسرا طریق پہلے سے مضبوط ہو، اس کے برابر ہو یا دیگر طرق جو پہلے سے کمزور ہیں تو اسے حدیث صحیح لغیرہ کہتے ہیں۔

مثال:

عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ قَالَ لَمَّا عَزَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عُمَيْرَ بْنَ سَعْدٍ عَنْ حِمْصَ وَلَّى مُعَاوِيَةَ فَقَالَ النَّاسُ عَزَلَ عُمَيْرًا وَوَلَّى مُعَاوِيَةَ فَقَالَ عُمَيْرٌ لَا تَذْكُرُوا مُعَاوِيَةَ إِلَّا بِخَيْرٍ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُمَّ اهْدِ بِهِ۔

(سنن الترمذی باب مناقب لمعاویۃ بن ابی سفیان)

ترجمہ: حضرت ابو ادریس خولانی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے عمیر بن سعد کو مقام حمص سے معزول کیا اور ان کی جگہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو حاکم بنایا تو لوگوں نے کہا: امیر المومنین نے حضرت عمیر کو معزول کر کے حضرت امیر معاویہ کو والی بنا دیا، تو حضرت عمیر نے کہا: لوگو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا ہمیشہ ذکر خیر کیا کرو کیوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: "اے اللہ! امیر معاویہ کے ذریعہ ہدایت عطا فرما۔

4: ضعیف:

وَالضَّعِيْفُ مَا لَمْ يَجْمَعْ فِيْهِ صِفَةَ الْحَسَنِ

(قواعد فی علوم الحدیث:ص36)

ترجمہ: حدیث ضعیف وہ حدیث ہے جس میں حدیث حسن کی شرائط موجود نہ ہوں۔

مثال:

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ و سلم وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى عَلٰى صَدْرِهٖ.

(صحیح ابن خزیمۃ:ج1ص272،رقم الحدیث479باب وضع الیمین علی الشمال فی الصلاۃ)

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، آپ علیہ السلام نے اپنے دئیں ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ پر اپنے سینہ پر رکھا۔

5: حسن لغیرہ:

إن الضَّعِيْفَ إِذَا تَعَدَّدَتْ طُرُقُهُ اَوْ تُأُيِّدَ بِمَا يُرَجِّحُ قُبُوْلُهُ فَهُوَ الْحَسَنُ لِغَيْرِهٖ

(قواعد فی علوم الحدیث:ص35)

ترجمہ: حدیث ضعیف اگر متعدد طرق سے مروی ہو، یا اسے ایسی تائید حاصل ہو جس کی وجہ سے قبولیت کی جہت کو ترجیح دی جائے تو اسے حسن لغیرہ کہتے ہیں۔

مثال:

عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ أَنَّ أُمَّهُ مَاتَتْ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّ أُمِّي مَاتَتْ أَفَأَتَصَدَّقُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ قَالَ سَقْيُ الْمَاءِ فَتِلْكَ سِقَايَةُ سَعْدٍ بِالْمَدِيْنَةِ.

(سنن النسائی: کتاب الوصایا رقم الحدیث3666)

ترجمہ: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ فوت ہوگئیں تو انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: میری والدہ کا انتقال ہوگیا ہے تو کیا میں ان کی طرف سے صدقہ کردوں؟ آپ نے فرمایا: جی بالکل حضرت سعد نے پوچھا بہترین صدقہ کون سا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پیاسے کو پانی پلانا۔ راوی کہتے ہیں مدینہ منورہ میں جو فلاں کنواں ہے یہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ہی لوگوں کے لئے بنوایا تھا۔

6: موضوع:

دکتور محمود احمد الطّحّان لکھتے ہیں:

هُوَ الْكَذِبُ الْمُخْتَلَقُ الْمَصْنُوْعُ الْمَنْسُوْبُ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

(تیسیر مصطلح الحدیث:ص47)

ترجمہ: اپنی طرف سے جھوٹی بات گھڑ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کردینا۔

مثال:

مَنْ بَشَّرَنِيْ بِخُرُوْجِ صَفَر بَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ.

(الموضوعات الکبریٰ لملا علی القاری ت1014ھ: رقم886)

ترجمہ: جس بندے نے مجھے یہ خبر دی کہ ماہ صفر ختم ہوگیا ہے میں اسے جنت کی خوشخبری دیتا ہوں۔

7: متروک:

"مَا كَانَ رَاوِيهِ مُتَّهَمًا بِالكَذِبِ على رَسُولِ الله صلَّى الله عليهِ وسلَّم بِأَنْ يَكُونَ حديثُه مُخَالِفًا للقَوَاعِدِ المَعلُومةِ ... أو بأن يَكُون كِذْبُه في كَلامِ النَّاسِ خاصَّةً ويُعْرَفُ بِه"

(قواعد فی علوم الحدیث: ص 43)

ترجمہ: حدیث متروک وہ حدیث ہے جس کے راوی پہ کذب علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تہمت ہو، وہ حدیث اسلامی قواعد کے خلاف ہو یا اس حدیث کے راوی پر دنیوی معاملات میں جھوٹ بولنے کی جرح ہو اور جھوٹ بولنے میں اس کی شہرت ہو۔

مثال:

"عَنْ عَمْرِو بْنِ شِمرٍ عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي الطُفَيْلِ عَنْ عَلِيٍّ وَعَمَّارٍ: أَنَّ النَبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَجْهَرُ فِي المَكْتُوبَاتِ بِبِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَكَانَ يَقْنُتُ فِي الفَجْرِ وَكَانَ يُكَبِّرُ يَوْمَ عَرَفَةَ صَلَاةَ الْغَدَاةِ وَيَقْطَعُهَا صَلَاةَ العَصْرِ آخِرَ أَيَّامِ التَشْرِيْقِ"

(سنن الدار قطنی: ج2 ص49 کتاب العیدین)

ترجمہ: حضرت علی المرتضی اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرض نمازوں میں تسمیہ اونچی آواز سے پڑھتے تھے، نماز فجر میں قنوت پڑھتے تھے اور نو ذی الحج فجر کی نماز سے لیکر تیرہ ذی الحج کی نماز عصر تک تکبیرات پڑھا کرتے تھے۔

اس حدیث میں راوی عمرو بن شمر متہم بالکذب ہے۔

8، 9 شاذ، محفوظ:

ما رَوَاهُ الثِقَةُ أو الصَدُوْقُ مُخَالِفًا لِمَنْ هُوَ أَرْجَحُ مِنْه لمزِيدِ ضَبْطٍ أو كَثْرَةِ عددٍ أو مُرَجِّحٍ سِوَاهُمَا --- مُقَابِلُه يُقَالُ لَهُ المَحْفُوْظُ

(قواعد فی علوم الحدیث: 42)

ترجمہ: ثقہ اور سچا آدمی ایسی روایت نقل کرے جو اوثق کی روایت کے خلاف ہو، چاہے وہ اوثق حافظہ میں ثقہ سے زیادہ مضبوط ہو یا ثقہ کے مقابلہ میں نقل کرنے والے راوی تعداد میں زیادہ ہوں وغیرہ۔ ثقہ کی روایت کو شاذ اور اوثق کی روایت کو محفوظ کہتے ہیں۔

مثال:

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صلَّى الله عليهِ وسلَّمَ تُوُفِّيَ وهو ابنُ خَمْسٍ وسِتِّيْنَ"

(سنن الترمذی: باب فی سن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کم کان حین مات)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پینسٹھ برس کی عمر میں ہوئی۔

" عن ابنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَكَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشَرَةَ سَنَةً يَعْنِيْ يُوحىٰ إِلَيْهِ وَتُوُفِّيَ وَهُوَ اِبْنُ ثَلَاث وَّسِتِّيْنَ"

(سنن الترمذی باب فی سن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کم کان حین مات)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اعلان نبوت کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تیرہ سال رہے اور آپ کی وفات تریسٹھ برس کی عمر میں ہوئی۔

ان دو احادیث مبارکہ میں سے پہلی حدیث کے رواۃ ثقہ ہیں لیکن انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیوی عمر مبارک کے بارے میں

جماعت ثقات کی مخالفت کر رکھی ہے۔اس لئے پہلی حدیث "شاذ" اور دوسری "محفوظ" ہو گی۔

فائدہ:

ثقات کی ایک جماعت جن میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ، حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کی ایک روایت، حضرت حسن بصری، حضرت محمد بن کعب القرظی، حضرت یحی بن سعید، حضرت عبد العزیز بن رفیع، حضرت یزید بن رومان رحمھم اللہ شامل ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں پڑھی جانی والی تراویح کی رکعات بیس بیان کرتے ہیں جبکہ محمد بن یوسف ان کے خلاف ایک روایت گیارہ رکعت کی نقل کرتے ہیں جو اس جماعت ثقات کے مخالف ہونے کی وجہ سے غیر مقبول و غیر معمول بہا ہے۔ جس کی تفصیل میری تصنیف بیس رکعت تراویح میں موجود ہے۔

10،11 منکر و معروف:

مَا رَوَاهُ الضَّعِيفُ مُخَالِفًا لِلْمَقبُولِ.... ومُقابِلُه يُقالُ لَهُ الْمَعْرُوفُ

(قواعد فی علوم الحدیث ص42)

ترجمہ: ضعیف راوی ایسی روایت بیان کرے جو مقبول اور ثقہ کے خلاف ہو۔ ضعیف کی روایت کو منکر ثقہ و مقبول کی روایت کو معروف کہتے ہیں۔

مثال:

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ مَرَّةً عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَمَرَّةً عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَيَّامُ التَّشْرِيقِ كُلُّهَا ذَبْحٌ.

(السنن الکبریٰ لامام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی البیھقی ت458ھ: باب من قال الاَضحیٰ جائز یوم النحر: رقم الحدیث 19717)

ترجمہ: حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید الخذری رضی اللہ عنھما سے روایت کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایام تشریق سارے کے سارے ذبح کے ہیں۔

اس روایت کا راوی "معاویہ بن یحیی الصدفی" انتہائی ضعیف ہے اور روایت ایسی نقل کر رہا ہے جو ثقات کے مخالف ہے۔

اس لئے کہ صحیح احادیث مبارکہ میں ایام تشریق کو کھانے، پینے اور جماع کے ایام فرمایا گیا ہے نہ کہ ذبح اور قربانی کے۔

عَنْ نُبَيْشَةَ الْهُذَلِي قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّم أَيَّامُ التَّشْرِيقِ أَيَّامُ أَكْل وَشُرْب

(صحیح مسلم باب تحریم صوم أیام التشریق)

ترجمہ: حضرت نبیشہ ھذلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایام تشریق کھانے اور پینے کے ہیں۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: أَمَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وسَلَّم رَجُلاً يُنَادِي أَيَّامَ التَّشْرِيقِ: أَلاَ إِنَّ هَذِهِ الأَيَّامَ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَنِكَاحٍ

(اتحاف الخیرۃ المھرۃ بزوائد المسانید العشرۃ لامام احمد بن ابی بکر بن اسماعیل البوصیری ت840ھ باب النھی عن صوم أیام التشریق)

ترجمہ: حضرت زید بن خالد رضی اللہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام تشریق میں ایک صحابی کو حکم فرمایا کہ لوگوں اعلان کرو: سنو؛ یہ دن کھانے، پینے اور ہمبستری کرنے کے ہیں۔

12معلَّل:

فَالْحَدِیْثُ الْمُعَلَّلُ هُوَ الْحَدِیْثُ الَّذِی اطُّلِعَ فِیهِ عَلیٰ عِلَّةٍ تَقْدَحُ فِی صِحَّتِهِ، مَعَ أَنَّ ظَاهِرَهُ السَّلَامَةُ مِنْهَا.

(توجیہ النظر الی اصول الاثر ج2 ص600)

ترجمہ: معلل وہ حدیث ہے جو بظاہر بے عیب ہو لیکن اس میں کوئی کوئی ایسی پوشیدہ علت معلوم ہو جائے جو صحت حدیث کے لئے نقصان دہ ہو۔

فائدہ:

ایسی مخفی علت عموماسند میں ہوتی ہے۔ جیسے بعض غیر مقلدین کا صحیح ابن خزیمہ کے متن کے ساتھ صحیح مسلم کی سند لگا کر پیش کرنا۔

أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ نَا أَبُو بَكْرٍ نَا أَبُو مُوسَى نَا مُؤَمَّلٌ نَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى يَدِهِ الْيُسْرٰى عَلٰى صَدْرِهٖ.

(صحیح ابن خزیمۃ: ج1 ص272، رقم الحدیث 479 باب وضع الیمین علی الشمال فی الصلاۃ)

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، آپ علیہ السلام نے اپنے دئیں ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ پر اپنے سینہ پر رکھا۔

اس حدیث کی اصل سند یہی ہے لیکن اس میں چونکہ راوی مومل بن اسماعیل مجروح ہے تو غیر مقلدین نے اس سند کی جگہ صحیح مسلم کی یہ سند لگادی۔ عن محمد بن یحی عن عفان عن همام عن محمد بن جُحادة عن عبد الجبار بن وائل عن علقمة بن وائل ومولی لهم عن ابیه۔

(فتاوی ثنائیہ ج1 ص442، فتاوی علماء حدیث ج3 ص91)

13مُضْطَرِب:

حدیثٌ یُروىٰ علی أوجهٍ مُختلِفَةٍ مُتساوِیَةٍ سَواءٌ کانَ مِنْ راوٍ واحِدٍ مَرَّتَینِ أو أکْثَرَ أو مِن رَاوٍ ثَانٍ أو مِن رُواةٍ ولا مُرجِّحَ.

(قواعد فی علوم الحدیث ص44)

ترجمہ: مضطرب وہ حدیث ہے جو ایک راوی سے مختلف الفاظ سے مروی ہو یا کئی روات سے مختلف الفاظ سے مروی ہو اور وہ قوت میں برابر ہوں، ان میں سے ایک کو دوسری پر ترجیح بھی نہ دی جاسکے۔

مثال:

"عَن فاطِمَةَ بِنتِ قَیسٍ عَنِ النَّبِیِّ صلَّی اللهُ عَلیهِ وسلَّمَ قال: إن فی المَالِ حَقًّا سِوی الزَّکاةِ"

(سنن الترمذی باب ماجاء أن في المال حقا سوی الزکاۃ)

ترجمہ: انسان کے مال میں زکوۃ کے علاوہ نفلی صدقات کے بھی حقوق ہیں۔

"عَن فاطِمَةَ بِنتِ قَیسٍ أنَّها سَمِعَته تَعنی النَّبِیَّ صلَّی اللهُ علیهِ وسلَّم لیسَ فی المَالِ حقٌّ سِوی الزَّکاةِ"

(سنن ابن ماجہ باب ما أدی زکاتہ لیس بکنز)

ترجمہ: مال میں زکوۃ کے علاوہ کوئی حق نہیں۔

14 **مقلوب:**

مَا وَقَعَ فیہِ تَقدِیمٌ أو تَأخِیرٌ أو تَغییرٌ وتَبدِیلٌ کذالك إما فی الإسناد....أو فی المتن.

(قواعد فی علوم الحدیث ص44)

ترجمہ: وہ حدیث جس کی سند یا متن میں غلطی سے تقدیم و تاخیر ہو جائے یا ایک راوی کی جگہ دوسرا راوی، ایک لفظ کی جگہ دوسرا لفظ آجائے۔

مقلوب کی قسمیں:

مقلوب کی دو قسمیں ہیں.

1: مقلوب السند۔2: مقلوب المتن

مقلوب السند: جس کی سند میں میں تقدیم و تاخیر یا تبدیلی ہو جائے یعنی ایک راوی اور اس کے والد کے نام میں تبدیلی ہو جائے۔

مثال:

"حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ خِدَاشٍ البَغْدَادِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الوَاسِطِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ، عَنْ قَيْسِ بْنِ كَثِيرٍ، قَالَ: قَدِمَ رَجُلٌ مِنَ المَدِينَةِ عَلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ، وَهُوَ بِدِمَشْقَ فَقَالَ: مَا أَقْدَمَكَ يَا أَخِي؟ فَقَالَ: حَدِيثٌ بَلَغَنِي أَنَّكَ تُحَدِّثُهُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَمَا جِئْتَ لِحَاجَةٍ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: أَمَا قَدِمْتَ لِتِجَارَةٍ؟ قَالَ: لَا، قَالَ: مَا جِئْتُ إِلَّا فِي طَلَبِ هَذَا الحَدِيثِ؟ قَالَ: فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَبْتَغِي فِيهِ عِلْمًا سَلَكَ اللَّهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الجَنَّةِ، وَإِنَّ المَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضَاءً لِطَالِبِ العِلْمِ، وَإِنَّ العَالِمَ لَيَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الأَرْضِ حَتَّى الحِيتَانُ فِي المَاءِ، وَفَضْلُ العَالِمِ عَلَى العَابِدِ، كَفَضْلِ القَمَرِ عَلَى سَائِرِ الكَوَاكِبِ، إِنَّ العُلَمَاءَ وَرَثَةُ الأَنْبِيَاءِ، إِنَّ الأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا إِنَّمَا وَرَّثُوا العِلْمَ، فَمَنْ أَخَذَ بِهِ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ"

(سنن ترمذی رقم الحدیث 2682)

اس حدیث مبارک میں راوی کا اصل نام کثیر بن قیس تھا لیکن غلطی سے قیس بن کثیر نقل ہو گیا۔

مقلوب المتن: حدیث کے الفاظ میں تبدیلی ہو جائے۔

مثال:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ الْإِمَامُ الْعَادِلُ وَشَابٌّ نَشَأَ بِعِبَادَةِ اللَّهِ وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِي اللَّهِ اجْتَمَعَا عَلَيْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَيْهِ وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ فَقَالَ إِنِّي أَخَافُ اللَّهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ يَمِينُهُ مَا تُنْفِقُ شِمَالُهُ وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللَّهَ خَالِيًا فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ

(صحیح مسلم باب فضل اخفاء الصدقۃ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" قیامت کے دن سات قسم کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنے عرش کا سایہ نصیب فرمائیں گے اور اس دن اللہ تعالی کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہو گا عدل کرنے والا حکمران، وہ

نوجوان جو اللہ کی عبادت میں جوانی قربان کرے،وہ آدمی جس کا دل مسجد کی طرف متوجہ رہتا ہے،ایسے دو آدمی جنھوں نے اللہ کی رضا کے لئے محبت کی اسی پر اکٹھے ہوئے اور اسی پر جدا ہوئے،ایسا آدمی جسے خوبصورت بڑے خاندان والی عورت نے گناہ کی دعوت دی مگر اس(آدمی)نے کہا: میں اللہ سے ڈرتا ہوں اور وہ آدمی جس نے چھپا کر صدقہ کیا حتیٰ کہ اس کا بایاں ہاتھ جو کچھ خرچ کر رہا ہے اسے دایاں ہاتھ نہیں جانتا اور وہ آدمی جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا تو اس کی آنکھیں بہنے لگیں۔

اس حدیث مبارک کے آخری جملے میں تبدیلی ہوگئی اصل یوں تھا"حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ ما تُنْفِقُ يَمِينُهُ ۔

فائدہ:

سند یا متن میں تبدیلی کئی وجہ سے ہوتی ہے۔

1: غلطی کی وجہ سے تبدیلی ہو جاتی ہے۔

جیسے کعب بن مرہ کی بجائے مرہ بن کعب کہہ دینا،وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ فَأَخْفَاهَا حَتَّى لَا تَعْلَمَ شِمَالُهُ ما تُنْفِقُ يَمِينُهُ" کی بجائے حَتَّى لَا تَعْلَمَ يَمِينُهُ مَا تُنْفِقُ شِمَالُهُ کہدینا۔

2: کبھی سند یا متن میں تبدیلی کرنے سے مقصود کسی کا امتحان لینا ہوتا ہے۔جیسا کہ بغداد کے محدثین نے امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ(ت256ھ)کے سامنے ایک سو احادیث کی اسناد اور متون کو تبدیل کیا تھا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ(ت852ھ)لکھتے ہیں:

إن محمد بن إسماعيل البخاري قدم بغداد فسمع به أصحاب الحديث فاجتمعوا وأرادوا امتحان حفظه فعمدوا إلى مائة حديث فقلبوا متونها وأسانيدها وجعلوا متن هذا الإسناد لإسناد آخر وإسناد هذا المتن لمتن آخر ودفعوها إلى عشرة أنفس لكل رجل عشرة أحاديث وأمروهم إذا حضروا المجلس أن يلقوا ذلك على البخاري وأخذوا عليه الموعد للمجلس فحضروا وحضر جماعة من الغرباء من أهل خراسان وغيرهم ومن البغداديين فلما اطمأن المجلس بأهله انتدب رجل من العشرة فسأله عن حديث من تلك الأحاديث فقال البخاري لا أعرفه فما زال يلقي عليه واحدا بعد واحد حتى فرغ البخاري يقول لا أعرفه وكان العلماء ممن حضر المجلس يلتفت بعضهم إلى بعض ويقولون فهم الرجل ومن كان لم يدر القصة يقضي على البخاري بالعجز والتقصير وقلة الحفظ ثم انتدب رجل من العشرة أيضا فسأله عن حديث من تلك الأحاديث المقلوبة فقال لا أعرفه فسأله عن آخر فقال لا أعرفه فلم يزل يلقي عليه واحدا واحدا حتى فرغ من عشرته والبخاري يقول لا أعرفه ثم انتدب الثالث والرابع إلى تمام العشرة حتى فرغوا كلهم من إلقاء تلك الأحاديث المقلوبة والبخاري لا يزيدهم على لا أعرفه فلما علم أنهم قد فرغوا إلتفت إلى الأول فقال أما حديثك الأول فقلت كذا وصوابه كذا وحديثك الثاني كذا وصوابه كذا والثالث والرابع على الولاء حتى أتى على تمام العشرة فرد كل متن إلى إسناده وكل إسناد إلى متنه وفعل بالآخرين مثل ذلك فأقر الناس له بالحفظ وأذعنوا له بالفضل

(فتح الباری شرح البخاری:ج1ص486)

ترجمہ: امام بخاری بغداد تشریف لائے محدثین کو پتا چلا تو وہ امام کے حافظہ کا امتحان لینے پہنچ گئے. طریق کار یہ تھا کہ دس علماء کو مقرر کیا گیا اور ہر ایک عالم کو دس دس حدیثیں دی گئیں۔ پھر سند اور متن میں انہوں نے تبدیلی کی کہ ایک حدیث کی سند کو دوسری حدیث کے متن

کے ساتھ ملا دیا گیا۔ دوسری حدیث کا متن کسی اور سند کے ساتھ ملا دیا گیا۔ اس طرح ایک سو احادیث مقلوبہ کا مجموعہ تیار کیا گیا۔

جب بغداد میں یہ مجلس منعقد ہوئی، ان دس آدمیوں میں سے ایک امام بخاری کے سامنے آیا تو ایک مقلوب حدیث بیان کی۔ تو امام بخاری نے جواب دیا: "لا اعرفہ" جب اس نے دوسری حدیث بیان کی تو امام بخاری نے جواب دیا: "لا اعرفہ" اس طرح اس نے اپنی دس احادیث پوری کرلیں۔ امام بخاری ہر حدیث کا جواب صرف "لا اعرفہ" سے دیتے تھے۔ جب یہ پہلا شخص خاموش ہو گیا تو دوسرا اٹھ کھڑا ہوا۔ امام بخاری کے سامنے احادیث مقلوبہ بیان کرنے لگا۔ جب اس نے احادیث بیان کرلیں تو باری باری باقی آٹھ علماء نے بھی اپنی دس احادیث بیان کیں۔ امام بخاری ہر ایک کو جواب "لا اعرفہ" سے دیتے تھے۔ اہل مجلس میں سے کچھ افراد سمجھ گئے کہ بات کیا ہے۔ اور کچھ لوگ بات سمجھ نہ سکے۔ وہ امام بخاری کے حافظہ اور علم کے بارے میں شک وشبہ کا شکار ہونے لگے۔

پھر امام بخاری نے پہلا آدمی بلایا، اسے بتایا کہ تو نے سب سے پہلے یہ حدیث اس طرح پڑھی ہے۔ صحیح حدیث اپنے متن اور سند کے ساتھ ملا کر اس کو بتائی۔ پھر اس کی دوسری مقلوب حدیث اس کو بتائی۔ پھر حدیث کے متن کو اصل سند کے ساتھ ملا کر درست کر کے بتائی۔ اس طرح باقی آٹھ احادیث درست کر کے بتائیں۔ پھر دوسرے آدمی کو بلایا۔ اس کو اس کی بدلی ہوئی حدیث بتائی پھر درست کر کے بتائی۔ اس طرح ہر آدمی کو بلاتے رہے اور ہر ایک کی دس احادیث کو درست کر کے بتاتے رہے۔ یہ دیکھ کر محدثین امام بخاری رحمہ اللہ کے قوت حافظہ اور علمی فضیلت کے قائل ہو گئے۔

اس کا حکم یہ ہے کہ یہ صورت جائز ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ اسی مجلس میں اس کی وضاحت کر دی جائے تا کہ سننے والے لوگ غلط فہمی میں مبتلا نہ ہوں۔

15 مُصَحَّف:

ما تَغيَّر فيهِ النُّقَطُ إمَّا في السند أو المتن

(قواعد فی علوم الحدیث ص 40)

ترجمہ: جس کی سند یا متن میں نقطے تبدیل ہو جائیں۔ یعنی جس میں نقطوں یا حرکات کی تبدیلی کی وجہ سے تلفظ بدل جائے اگرچہ لکھنے کی صورت ویسے ہی رہے۔

مثال:

جیسے راوی مراجم کو مزاحم کہہ دینا، حبیب کو خبیب کہدینا۔

عن أبي أَيُّوبَ الأَنْصَارِيِّ رضی الله عنه قال قال رسول اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم من صَامَ رَمَضَانَ وَأَتْبَعَهُ سِتًّا من شَوَّالٍ فَكَأَنَّمَا صَامَ الدَّهْرَ

(شرح مشكل الآثار بَابٌ بَيَانُ مُشْكِلِ ما رُوِيَ عن رسول اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم من قَوْلِهِ من صَامَ رَمَضَانَ الخ)

ترجمہ: حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے بعد چھ روزے شوال کے رکھے تو اس نے گویا پوری زندگی روزے رکھے۔

بعض حضرات نے اس حدیث کو یوں نقل کر دیا "وَأَتْبَعَهُ شَيْئاً مِنْ شَوَّال"

(الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع رقم 635)

16 مُدْرَج:

ما اُدرِ ج فی الحدیث من کلام بعض الرواۃ فیُظَن انہ من الحدیث

(قواعد فی علوم الحدیث ص39)

ترجمہ: حدیث مبارک کے متن میں راوی اپنا کلام شامل کر دے جسے سننے والا حدیث کا حصہ سمجھے۔

مدرج کی اقسام:

مدرج کی دو قسمیں ہیں:

1: ادراج فی السند۔

2: ادراج فی المتن۔

ادراج فی السند۔ دو متون الگ الگ اسناد سے مروی ہوں لیکن کوئی راوی ان کو ایک ہی سند سے نقل کر دے۔

مثال:

عَنْ أَنَس بنِ مالك رضی الله عنه أن رَسُوْلَ اللهِ صَلَّی الله علیه وسلَّم قَالَ لَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَلَا تَنَافَسُوْا وَ كُوْنُوْا عِبَادَ اللهِ إِخْوَاناً

(التمہید لمافی الموطا من المعانی والاسانید ج6 ص116)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، حسد نہ کرو، قطع تعلق نہ کرو، ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوشش نہ کرو۔ تم اللہ کے بندے بھائی بن کر رہو۔

اس حدیث میں "لا تنافسوا" کا جملہ اس سند سے نہیں بلکہ دوسری سند سے مروی ہے لیکن راوی سعید بن ابی مریم نے اسے ایک ہی سند سے ذکر کر دیا ہے۔

ادراج فی المتن۔ متن میں ادراج کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔

1: کسی شرعی حکم کو بیان کرنے کے لئے، یا صحابی اپنے کسی قول پر حدیث مرفوع سے استدلال کرنے کے لئے متن کے بالکل آغاز میں کسی جملہ کو شامل کر لے۔

مثال:

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ وَيْلٌ لِّلْأَعْقَابِ مِنَ النَّار

(توجیہ النظر الی اصول الاثر ج1 ص409)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وضو مکمل کیا کرو دوران وضوء جو ایڑیاں خشک رہ گئیں انہیں جہنم میں ڈالا جائے گا۔

اس حدیث مبارک کا پہلا جملہ "اسبغوا الوضوء" حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔

2: حدیث کے درمیان میں کسی لفظ کا معنی بیان کرنے کے لئے لفظ ذکر کر دینا۔

مثال:

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّهَا قَالَتْ: أَوَّلُ مَا بُدِئَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فِي النَّوْمِ، فَكَانَ لَا يَرَى رُؤْيَا إِلَّا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ، ثُمَّ حُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلَاءُ، وَكَانَ يَخْلُو بِغَارِ حِرَاءٍ فَيَتَحَنَّثُ فِيهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ أَنْ يَنْزِعَ إِلَى أَهْلِهِ۔

(صحیح البخاری: کتاب بدء الوحی)

ترجمہ: ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کا آغاز سچے خوابوں سے ہوا۔ آپ خواب میں جو کچھ دیکھتے وہ صبح کی روشنی کی طرح صحیح اور سچا ثابت ہوتا۔ پھر اللہ تعالی کی طرف سے آپ کو تنہائی محبوب کر دی گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم غار حرا میں اکیلے رہتے اور گھر آنے سے پہلے مسلسل کئی دن اور رات عبادت الٰہی میں مشغول رہتے۔

اس حدیث مبارک میں "وھو التعبد اللیالی" یہ جملہ امام زہری کا مدرج ہے۔

3: کبھی ادراج حدیث مبارک کے آخر میں ہوتا ہے۔

مثال:

عَنِ الزُّهْرِيِّ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْعَبْدِ الْمَمْلُوكِ الصَّالِحِ أَجْرَانِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْحَجُّ وَبِرُّ أُمِّي لَأَحْبَبْتُ أَنْ أَمُوتَ وَأَنَا مَمْلُوكٌ

(صحیح البخاری: بَاب الْعَبْدِ إِذَا أَحْسَنَ عِبَادَةَ رَبِّهِ وَنَصَحَ سَيِّدَهُ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو غلام کسی کا مملوک ہو اور اللہ کی عبادت بھی کرتا ہو تو اسے دوہرا اجر ملتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد، حج اور والدہ کی خدمت کا مسئلہ نہ ہوتا تو میں غلامی کی موت پسند کرتا۔

اس حدیث مبارک میں "والذی نفسی بیدہ" سے لیکر آخر تک یہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔

فائدہ:

ادراج محض ظن وگمان سے ثابت نہیں ہوتا۔ اس کے ثبوت کے کئی طریقے ہیں۔

1: کسی اور روایت میں مدرج حصہ الگ آیا ہو۔

2: کوئی محدث، ماہر فن صراحت کر دے کہ یہ جملہ مدرج ہے۔

3: خود راوی اقرار کرے کہ یہ میرا ادراج ہے۔

4: وہ جملہ ایسا ہو جو عقل سلیم کے خلاف ہو۔

فصل نمبر 5 روات کی تعداد کے اعتبار سے حدیث مبارک کی تقسیم

راویوں کی تعداد کے اعتبار سے حدیث مبارک کی تین قسمیں ہیں۔

1: حدیث مشہور	2: حدیث عزیز	3: حدیث غریب

1 حدیث مشہور:

مَا رَوَاہ ثَلاثۃٌ فأ کْثرُ فی کُلِّ طَبَقَۃٍ مَا لمَ یبلُغ حَدَّ التَّوَاتُر

(تیسیر مصطلح الحدیث ص12)

ترجمہ: جس کے راوی ہر زمانہ میں تین یا تین سے زیادہ ہوں لیکن وہ تواتر کی حد تک نہ پہنچے ہوں۔

مثال:

عَنۡ عَبۡدِ اللّٰہِ بۡنِ عَمۡرِو بۡنِ الۡعَاصِ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعۡتُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ یَقُولُ إِنَّ اللّٰہَ لَا یَقۡبِضُ الۡعِلۡمَ انۡتِزَاعًا یَنۡتَزِعُہُ مِنَ الۡعِبَادِ وَلَکِنۡ یَقۡبِضُ الۡعِلۡمَ بِقَبۡضِ الۡعُلَمَاءِ حَتّٰی إِذَا لَمۡ یَبۡقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوا فَأَفۡتَوۡا بِغَیۡرِ عِلۡمٍ فَضَلُّوا وَأَضَلُّو۔

(صحیح البخاری بَاب کَیۡفَ یُقۡبَضُ الۡعِلۡمُ)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالی علم کو اس طرح نہیں اٹھائیں گے کہ اس کو بندوں کے سینوں سے ختم فرمادیں۔ بلکہ قبض علم کی صورت یہ ہو گی کہ اللہ تعالی ماہرین علماء کو موت دے دیں گے۔ جب کوئی ماہر عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا مقتدا بنالیں گے، ان سے مسئلہ پوچھا جائے گا اور وہ بغیر علم کے جواب دیں گے۔ اس لیے خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

فائدہ:

مشہور کی یہ تعریف محدثین کے ہاں ہے۔

فقہاء احناف کثر اللہ سوادھم کے ہاں حدیث مشہور وہ حدیث ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں متواتر نہ ہو لیکن اس کے بعد خیر القرون میں ہی حد تواتر کو پہنچ جائے۔

علامہ محمد امین بن عمر بن عبد العزیز بن احمد بن عبد الرحیم المعروف امام ابن عابدین رحمہ اللہ (ت 1252ھ) فرماتے ہیں:

"مَا یَکُونُ مِنَ الآحَادِ فی العَصۡرِ الأَوَّلِ أی عَصۡرِ الصَّحابَۃِ ثُمَّ یَنۡقُلُہ فی العَصۡرِ الثَّانِي وَمَا بَعۡدَہ قَوۡمٌ لا یُتَوَھَّمُ تَوَاطُؤُھم عَلی الکَذِبِ فَإِنۡ کَانَ کَذَلکَ فی العَصۡرِ الأَوَّلِ أَیۡضًا فَھُوَ المتَوَاتِرُ وإن لَم یَکُنۡ کَذَالِكَ فِي العَصۡرِ الثَّانِي أیضًا فَھُو الآحَاد"

(حاشیہ ابن عابدین: مطلب تعریف الحدیث المشہور)

ترجمہ: حدیث مشہور وہ حدیث ہے جو عہد صحابہ رضی اللہ عنہم میں خبر واحد ہو پھر اس کے بعد اسے اتنے لوگ نقل کرنے والے ہوں جن کا جھوٹ پر اتفاق عقلا ناممکن ہو۔ اگر اتنے زیادہ روات عہد صحابہ رضی اللہ عنہم میں بھی ہوں تو وہ حدیث مشہور نہیں بلکہ متواتر ہو گی اور اگر صحابہ کے دور کے بعد بھی روات زیادہ نہ ہوں تو وہ خبر مشہور نہیں بلکہ خبر واحد ہو گی۔

مثال:

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لاَ یَحِلُّ دَمُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ یَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰہُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰہِ إِلاَّ بِإِحْدٰی ثَلاَثٍ رَجُلٌ زَنٰی بَعْدَ إِحْصَانٍ فَإِنَّهُ یُرْجَمُ وَرَجُلٌ خَرَجَ مُحَارِبًا بِاللّٰہِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّهُ یُقْتَلُ أَوْ یُصْلَبُ أَوْ یُنْفٰی مِنَ الأَرْضِ أَوْ یَقْتُلُ نَفْسًا فَیُقْتَلُ بِهَا۔

(سنن ابی داود: باب الْحُكْمِ فِيمَنِ ارْتَدَّ)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان خدا کی توحید اور میری نبوت کی گواہی دیتا ہو اس کو قتل کرنا جائز نہیں۔ ہاں اگر کوئی تین باتوں میں سے کسی ایک کا مرتکب ہو تو اسے قتل کرنا جائز ہے۔ شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کرے تو پتھروں سے رجم کیا جائے گا، کوئی اللہ اور اس کے رسول کے خلاف ہتھیار اٹھا کر نکلے تو اسے قتل کیا جائے گا یا سولی پر چڑھایا جائے گا یا جلاوطن کر دیا جائے گا، یا کوئی کسی کو جان بوجھ کر قتل کر دے تو اسے اس کے بدلے میں قتل کیا جائے گا۔

2 حدیث عزیز:

والعَزِیزُ مَا لا یَروِیه أقلُّ عن أقَلّ منهما فی کلِّ طَبَقةٍ

(قواعد فی علوم الحدیث: ص32)

ترجمہ: حدیث عزیز وہ ہے جسے ہر دور میں کم از کم دو راوی نقل کرنے والے ہوں۔

مثال:

عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ

(صحیح البخاری: باب حب الرسول من الایمان)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں کوئی شخص اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے والد، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ مجھ سے محبت نہ کرے۔

فائدہ:

حدیث عزیز کی صحت یا ضعف کا فیصلہ سند دیکھنے کے بعد کیا جاتا ہے۔

3 حدیث غریب:

مَا یَتَفرَّدُ بِرِوَایَتِه شخصٌ واحِدٌ {من الثِّقاتِ أو غَیرِهِمْ} فی أیّ موضِعٍ وَقعَ التَّفرُّدُ بِه من السَّنَد

(قواعد فی علوم الحدیث: ص32)

ترجمہ: حدیث غریب وہ حدیث ہے جس کی سند کے کسی ایک حصہ میں نقل کرنے والا راوی اکیلا ہو۔ چاہے وہ راوی ثقہ ہو یا ضعیف۔

فائدہ:

حدیث مبارک نقل کرنے والے جتنے روات ہیں ان میں کسی ایک جگہ پر راوی اکیلا ہو اگرچہ باقی جگہوں پر روات کئی ہوں۔

پھر اس تفرد اور غرابت کی دو قسمیں ہیں۔

1: غریب مطلق:

وہ ہے جس کے پہلے طبقہ میں راوی ایک ہو یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سننے والا صحابی اکیلا ہو یا پھر صحابی سے نقل کرنے والا تابعی ایک ہو۔

صحابی کی مثال:

عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيِّ يَقُولُ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِءٍ مَا نَوَى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا أَوْ إِلَى امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ.

(صحیح البخاری: باب كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْوَحْيِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

ترجمہ: حضرت علقمہ بن وقاص فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا آپ فرماتے ہیں میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور انسان کو وہی ملے گا جس کی اس نے نیت کی جس شخص نے دنیا کے حصول کے لئے ہجرت کی تو وہ حاصل کرلے گا یا کسی نے عورت سے نکاح کرنے کے لئے ہجرت کی تو وہ نکاح کرلے گا، ہر انسان کی ہجرت اسی چیز کے لئے ہوگی جس کے لئے اس نے ہجرت کی۔

اس حدیث مبارک کو نقل کرنے والے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اکیلے ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَتَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ

(صحیح البخاری: بَاب قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو کلمات ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو محبوب ہیں، انہیں پڑھنا آسان ہے، قیامت کے دن میزان میں بہت وزنی ہوں گے وہ کلمات یہ ہیں "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيمِ"

اس حدیث مبارک کو نقل کرنے والے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اکیلے ہیں۔

نکتہ:

بخاری شریف کی پہلی حدیث بھی غریب اور بخاری شریف کی آخری حدیث بھی غریب ہے۔

تابعی کی مثال:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ أَفْضَلُهَا قَوْلُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَدْنَاهَا إِمَاطَةُ الْعَظْمِ عَنِ الطَّرِيقِ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ.

(سنن ابی داود باب فی ردّ الارجاء)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" ایمان کی ستر سے اوپر شاخیں ہیں۔ سب سے افضل "لا إله إلا الله" کہنا ہے اور سب سے ادنی درجہ راستے میں پڑی ہڈی کو ہٹانا ہے اور حیاء بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔"

اس حدیث مبارک کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرنے میں حضرت ابو صالح رحمہ اللہ اکیلے ہیں۔

2:غریب نِسبی:

وہ حدیث مبارک جس کو پہلے طبقہ صحابہ و تابعین میں نقل کرنے والے افراد تو زیادہ ہوں لیکن بعد میں کسی ایک جگہ پہ راوی ایک ہو۔

مثال:

عَنْ أَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَکَّۃَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلَی رَأْسِہِ الْمِغْفَرُ

(صحیح البخاری: باب المغفر)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے موقع پر جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پہ خود تھا۔

اس حدیث مبارک کو ابن شہاب زہری رحمہ اللہ سے نقل کرنے والے امام مالک بن انس رحمہ اللہ اکیلے ہیں۔

فائدہ:

غرابت صحت کے منافی نہیں بلکہ حدیث غریب صحیح بھی ہوتی ہے، حسن بھی اور کبھی ضعیف بھی۔

سلطان المحدثین ملا علی القاری رحمہ اللہ (ت 1014ھ) فرماتے ہیں:

"المُقرَّرُ فی أصول الحدیث أنَّ الغرابَۃَ لا تُنافی الصِّحّۃَ والحَسَنَ"

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح باب السھو)

ترجمہ: اصول حدیث میں یہ بات طے شدہ ہے کہ غرابت صحت اور حسن کے منافی نہیں۔

فصل نمبر 6

اتصال سند و انقطاع سند کے اعتبار سے حدیث مبارک کی تقسیم

1: حدیث مُسنَد	2: حدیث مُتَّصِل	3: حدیث مُنقطِع	4: حدیث معلّق
5: حدیث مُعضَل	6: حدیث مرسَل	7: حدیث مدلَّس	

1 حدیث مسند:

مولنا عبد العزیز پرہاڑوی رحمہ اللہ (ت 1239ھ) امام ابو عبد اللہ حاکم رحمہ اللہ (ت 405ھ) کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"مَا اتَّصَلَ سَنَدُہ إلی رَسُوْلِ اللہِ صلَّی اللہُ عَلَیْہِ وسلَّمَ"

(کوثر النبی فی اصول الحدیث: ص41)

ترجمہ: حدیث مسند وہ حدیث ہے جس کی سند رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل ہو، کوئی راوی گرا ہوا نہ ہو۔

مثال:

عَنْ أَبِی هُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فُضِّلْتُ عَلَی الْأَنْبِیَاءِ بِسِتٍّ أُعْطِیتُ جَوَامِعَ

الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُورًا وَمَسْجِدًا وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ

(صحیح مسلم: کتاب المساجد وموضع الصلوۃ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے چھ چیزوں کے ذریعے تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت دی گئی ہے: مجھے جوامع الکلم عطا کیے گئے ہیں، رعب ودبدبے کے ذریعے میری مدد کی گئی ہے، مال غنیمت میرے لیے حلال کر دیا گیا ہے، پوری زمین میرے لیے پاکی کا ذریعہ اور نماز کی جگہ قرار دی گئی ہے، مجھے تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہے اور نبوت کے سلسلہ کو مجھ پر مکمل کر دیا گیا ہے۔

2حدیث متصل:

مولنا عبد العزیز پرہاڑوی رحمہ اللہ (ت1239ھ) لکھتے ہیں:

"هُوَ مَا يَتَّصِلُ سَنَدُه أي كُلُّ وَاحِدٍ مِنْ رُوَاتِه قَدْ سَمِعَهُ مِمَّنْ فَوْقَه سَوَاءٌ كَانَ مَرْفُوْعًا أو مَوْقُوْفًا"

(کوثر النبی فی اصول الحدیث ص41)

ترجمہ: حدیث متصل وہ حدیث ہے جس کی سند میں تمام راوی مذکور ہوں یعنی ہر راوی نے اپنے استاذ سے وہ حدیث سن رکھی ہو، حدیث متصل مرفوع بھی ہو سکتی ہے اور موقوف بھی۔

حدیث مرفوع کی مثال:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذٌ رَدِيفُهُ عَلَى الرَّحْلِ قَالَ: يَا مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ: يَا مُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ ثَلَاثًا قَالَ: مَا مِنْ أَحَدٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ صِدْقًا مِنْ قَلْبِهِ إِلَّا حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَفَلَا أُخْبِرُ بِهِ النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوا؟ قَالَ إِذًا يَتَّكِلُوا وَأَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهِ تَأَثُّمًا

(صحیح بخاری: بَابُ مَنْ خَصَّ بِالعِلْمِ قَوْمًا دُونَ قَوْمٍ كَرَاهِيَةَ أَنْ لاَ يَفْهَمُوا)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک مرتبہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر سوار تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا، اے معاذ! حضرت معاذ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سچے دل سے اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم کی آگ پر حرام کر دیتے ہیں۔ حضرت معاذ نے کہا یا رسول اللہ! کیا لوگوں کو یہ بات بتادوں تاکہ وہ خوش ہو جائیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم یہ بات بتاؤ گے تو لوگ صرف کلمہ پر بھروسہ کرکے بیٹھ جائیں گے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے انتقال کے وقت یہ حدیث اس خیال سے بیان فرمادی کہ کہیں حدیث رسول چھپانے کے گناہ پر ان سے آخرت میں مواخذہ نہ ہو۔

حدیث موقوف کی مثال:

وَقَالَ عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ حَدِّثُوا النَّاسَ بِمَا يَعْرِفُونَ أَتُحِبُّونَ أَنْ يُكَذَّبَ اللهُ وَرَسُولُهُ

(صحیح بخاری: بَابُ مَنْ خَصَّ بِالعِلْمِ قَوْمًا دُونَ قَوْمٍ كَرَاهِيَةَ أَنْ لاَ يَفْهَمُوا)

ترجمہ: حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لوگوں سے وہی باتیں بیان کرو جو ان کو سمجھ آئیں، کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ اور اس کے

رسول کی تکذیب کی جائے۔

3حدیث منقطع:

مولنا عبد العزیز پرہاڑوی رحمہ اللہ (ت1239ھ) لکھتے ہیں:

"مَا لا يَتَّصِلُ سَنَدُہ سَوَاءٌ كَانَ السُّقُوْطُ مِنْ أَوَّلِ السَنَدِ أو وَسَطِه أو آخِرِه"

(کوثر النبی فی اصول الحدیث: ص46)

ترجمہ: حدیث منقطع وہ حدیث ہے جس کی سند متصل نہ ہو بلکہ کوئی راوی ساقط ہو خواہ یہ سقوط سند کی ابتدا میں ہو، درمیان میں ہو یا آخر میں

۔

مثال:

"عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلَّمَ إِنْ وَلَّيْتُمُوْهَا أَبَابَكْرٍ فَقَوِيٌّ أَمِيْنٌ لا تَأْخُذُه فِى اللهِ لَوْمَةُ لائِمٍ وإِنْ وَلَّيْتُمُوْهَا عَلِيًّا فَهَادٍ مَهْدِيٌّ يُقِيْمُكُمْ عَلَى طَرِيْقٍ مُسْتَقِيْمٍ"

(معرفۃ علوم الحدیث لامام الحاکم: النوع التاسع معرفۃ المنقطع من الحدیث)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم نے حضرت ابو بکر صدیق کو ذمہ داری سونپ دی تو وہ مضبوط اور امانت دار ہیں اللہ تعالیٰ کے احکام کے بارے کسی کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے اور اگر تم نے ذمہ داری حضرت علی المرتضی کے سپرد کر دی تو وہ خود ہدایت یافتہ اور دوسروں کو سیدھا راستہ بتانے والے ہیں وہ تمہیں صراط مستقیم کی طرف لے کر چلیں گے۔

اس روایت کی سند میں دو جگہوں پر انقطاع ہے۔

1: امام عبد الرزاق نے یہ روایت امام سفیان ثوری سے نہیں سنی۔

2: اور امام سفیان ثوری نے یہ رایت ابو اسحاق سے نہیں سنی۔

4حدیث معلق:

مولنا عبد العزیز پرہاڑوی رحمہ اللہ (ت1239ھ) لکھتے ہیں:

"هُوَ حَدِيْثٌ سَقَطَ سَنَدُہ كُلُّه أو بَعْضُه مِنْ أَوَّلِه"

(کوثر النبی: ص41)

ترجمہ: حدیث معلق وہ حدیث ہے جس کی سند میں کوئی راوی مذکور نہ ہو، یا ابتدا میں چند راویوں کو ذکر نہ کیا گیا ہو۔

حدیث معلق کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں:

1: حدیث کی سند ذکر کئے بغیر صاحب کتاب براہ راست قولِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم یا فعلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ذکر کرے۔

مثال:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَحْفِرْ بِئْرَ رُومَةَ فَلَهُ الْجَنَّةُ فَحَفَرَهَا عُثْمَانُ رضی اللہ عنہ

(صحیح البخاری: باب مناقب عثمان بن عفان)

ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بیر رومہ کو کھودے گا اس کے لئے جنت واجب ہے تو بیر رومہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کھدوایا۔

2: صاحب کتاب حدیث بیان کرتے وقت صرف صحابی کا نام ذکر کرے باقی مکمل سند حذف کردے۔

مثال:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَجَرْهَدٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ جَحْشٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَخِذُ عَوْرَةٌ وَقَالَ أَنَسٌ حَسَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ فَخِذِهِ

(صحیح البخاری: باب مَا يُذْكَرُ فِي الْفَخِذِ)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت جرھد اور حضرت محمد بن جحش رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ران ستر میں شامل ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ران مبارک سے کپڑا اہٹایا۔

حکم:

حدیث مبارک کی سند مذکور نہ ہونے کی وجہ سے رواۃ کے حالات معلوم نہیں ہوتے اس لئے اس کے لینے یا ترک کرنے کا فیصلہ کرنے سے پہلے اس کی سند کی تحقیق کی جائے گی اور اس کے بعد اس کے قبول یا عدم قبول کا فیصلہ کیا جائے گا۔

5 حدیث مُعْضَل:

مولنا عبد العزیز پرہاڑوی رحمہ اللہ (ت 1239ھ) لکھتے ہیں:

"مَا سَقَطَ مِنْ إِسْنَادِهِ إِثْنَانِ فَصَاعِدًا بِالتَوَالِي"

(کوثر النبی: ص49)

ترجمہ: جس کے سند سے دو یا دو زیادہ راوی مسلسل محذوف ہوں۔

مثال:

"عَنْ مَالِكٍ أَنَّه بَلَغَه أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلَّى الله عَلَيْهِ وسلَّمَ لِلْمَمْلُوْكِ طَعَامُه و كِسْوَتُه بِالْمَعْرُوْفِ ولا يُكَلَّفُ مِن العَمَلِ إلا مَا يُطِيْقُ"

(موطا مالک: باب الأمر بالرفق بالمملوک)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلام کا کھانا اور لباس دستور کے مطابق مالک کے ذمہ ہے اور غلام سے اس کی طاقت کے مطابق کام لیا جائے۔

اس حدیث مبارک میں امام مالک اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے درمیان دو راوی چھوٹے ہوئے ہیں۔

1: محمد بن عجلان 2: ان کے والد عجلان۔

حکم:

اس کی سند کی تحقیق کے بعد مقبول یا غیر مقبول کا فیصلہ کیا جائے گا۔

6 حدیث مرسل:

علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ (ت 1394ھ) لکھتے ہیں:

"والمُرسَلُ مَا حُذِفَ مِنْ آخِرِ إسْنَادِهِ وهُوَ قَوْلُ التَابِعِيِّ: قَالَ رَسُوْلُ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلَّمَ كَذَا أو فَعَلَ كَذَا، وقَدْ يُطْلَقُ الإرْسَالُ عَلَى الحَذْفِ مُطْلَقًا فِى أيِّ مَوْضِعٍ كَانَ"

(قواعد فی علوم الحدیث: ص39)

ترجمہ: حدیث مرسل وہ ہے جس کی سند کے آخر سے راوی محذوف ہو یعنی تابعی کہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرمائی یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عمل فرمایا اور کبھی کبھی مرسل اسے بھی کہا جاتا ہے جس میں کوئی راوی محذوف ہو خواہ کسی بھی جگہ ہو۔

مثال:

"عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ القُرَظِيِّ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلَّمَ إذَا قَرَأَ فِى الصَلَاةِ أجَابَه مَنْ وَرَاءَه إنْ قَالَ بِسْمِ اللهِ الرَحْمٰنِ الرَحِيْمِ قَالُوْا مِثْلَ مَا يَقُوْلُ حَتَّى تَنْقَضِيَ الفَاتِحَةُ والسُوْرَةُ فَلَبِثَ مَا شَاءَ اللهُ أن يَلْبَثَ ثُمَّ نَزَلَتْ: وإذَا قُرِءَ القُرآنُ فَاسْتَمِعُوْا لَه وأنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ فَقَرَأَ وَأَنْصَتُوْا"

(تفسیر ابن ابی حاتم الرازی: ج4 ص259 رقم 9493)

ترجمہ: حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں قراءت فرماتے تو مقتدی بھی ساتھ ساتھ کلمات دہراتے جاتے (یعنی قراءت کرتے تھے)، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھتے، تو مقتدی بھی بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھتے یہاں تک کہ سورۃ فاتحہ اور دوسری سورت مکمل ہو جاتی۔ یہ سلسلہ جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا چلتا رہا۔ پھر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی {وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَأَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ} تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم قراءت فرماتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خاموش رہتے تھے۔'

فائدہ:

احناف کے ہاں مرسل کی تعریف میں عموم ہے۔

مولانا عبد المجید الترکمانی فرماتے ہیں:

"هُوَ مَا انْقَطَعَ سَنَدُه سَوَاءٌ كَانَ الإنْقِطَاعُ فِى أوَّلِه أو آخِرِه أو وَسَطِه وَاحِدًا كَانَ أو أكْثَرَ"

(دراسات فی اصول الحدیث علی منہج الحنفیۃ: ص376)

ترجمہ: حدیث مرسل وہ ہے جس کی سند میں انقطاع ہو خواہ سند کی ابتدا میں ہو یا آخر میں ہو یا درمیان میں ہو، راوی ایک محذوف ہو یا زیادہ۔

حکم:

جمہور کے ہاں خیر القرون کی مرسل حجت ہے، خیر القرون کے بعد کی مرسل دو شرطوں کے ساتھ مقبول ہے۔

1: مرسِل ثقہ ہو۔

2: مرسِل کی عادت یہ ہو کہ ہمیشہ ثقہ سے ہی ارسال کرتا ہو۔

امام ابو بکر احمد بن علی الجصاص الرازی رحمہ اللہ (ت 370ھ) فرماتے ہیں:

مَذْهَبُ أَصْحَابِنَا: أَنَّ مَرَاسِيلَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ مَقْبُولَةٌ وَ كَذَالِكَ عِنْدِى: قَبُولُهُ فِي أَتْبَاعِ التَّابِعِينَ بَعْدَ أَنْ يُعْرَفَ بِإِرْسَالِ الْحَدِيثِ عَنِ الْعُدُولِ الثِّقَاتِ

(الفصول فی الاصول: بَابُ الْقَوْلِ فِي الْخَبَرِ الْمُرْسَلِ)

ترجمہ: ہمارے حضرات احناف رحمہم اللہ کا موقف یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ کی مراسیل قبول ہیں اور میرے نزدیک تبع تابعین کی مراسیل بھی قبول ہیں بشرطیکہ وہ ثقات سے ہی ارسال کرتے ہوں۔

شیخ عبد الفتاح ابو غدہ رحمہ اللہ (ت 1417ھ) فرماتے ہیں:

"أَصَحُّ الأَقْوَالِ أَنَّ مِنْهَا الْمَقْبُوْلُ والمَرْدُوْدُ ومِنْهَا الْمَوْقُوْفُ، فَمَنْ عُلِمَ مِنْ حَالِهِ أَنَّهُ لا يُرْسِلُ إلا عَنْ ثِقَةٍ قُبِلَ مُرْسَلُه ومَنْ عُرِفَ أَنَّهُ يُرْسِلُ عَنِ الثِقَةِ وغَيْرِ الثِقَةِ إِنْ كَانَ إِرْسَالُه رِايَةً عَمَّا لا يُعْرَفُ حَالُه فهذا مَوْقُوْفٌ ومَا كَانَ مِن المَرَاسِيْلِ مُخَالِفًا لِمَا رَوَاهُ الثِقَاتُ كَانَ مَرْدُوْدًا"

(حاشیہ قواعد فی علوم الحدیث: ص142)

ترجمہ: مرسل کے بارے میں درست قول یہ ہے کہ بعض مراسیل قبول ہیں، بعض مردود ہیں اور بعض کے بارے توقف کیا جائے گا۔ اگر یہ معلوم ہو کہ مرسِل ہمیشہ ثقہ سے ہی ارسال کرتا ہے تو اس کی مرسل روایت قبول ہے۔ اور اگر مرسِل کی عادت ہو کہ وہ ثقہ غیر ثقہ سب سے ارسال کرتا ہے تو دیکھیں گے اگر وہ ایسے راوی سے ارسال کر رہا ہے جس کی حالت معلوم نہیں تو اس روایت کے بارے میں توقف کریں گے اور اگر اس کی روایت ثقات رواۃ کے خلاف ہو تو وہ ناقابل قبول ہو گی۔

شوافع کے ہاں حدیث مرسل کے قبول، عدم قبول میں تفصیل ہے۔

علامہ علی بن محمد آمدی شافعی رحمہ اللہ (ت 631ھ) لکھتے ہیں:

"وأَمَّا الشَافِعِيُّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فإِنَّه قَالَ: إن كَانَ الْمُرْسَلُ مِنْ مَرَاسِيْلِ الصَحَابَةِ أو مُرْسَلًا قَدْ أَسْنَدَهُ غَيْرُ مُرْسِلِه أو أَرْسَلَه رَاوٍ آخَرُ يَرْوِيْ عَنْ غَيْرِ شُيُوْخِ الأَوَّلِ أو عَضَّده قَوْلُ صَحَابِيٍّ أو قَوْلُ أَكْثَرِ أَهْلِ العِلْمِ أو أَنْ يَكُوْنَ الْمُرْسِلُ قَدْ عُرِفَ مِنْ حَالِه أَنَّه لا يُرْسِلُ عَمَّنْ فِيْه عِلَّةٌ مِنْ جَهَالَةٍ أو غَيْرِهَا كَمَرَاسِيْلِ ابْنِ الْمُسَيّبِ فَهُوَ مَقْبُوْلٌ وإلا فَلا"

(الاِحکام فی اصول الاَحکام: ج2ص136)

ترجمہ: امام شافعی رحمہ اللہ کے ہاں حدیث مرسل چند شرطوں کے ساتھ مقبول ہے۔

1: اگر صحابی کی مرسل ہے تو مقبول ہے۔

2: وہ روایت کسی اور سند سے متصلا مروی ہو تو مقبول ہے۔

3: وہی روایت کسی اور راوی اور دوسری سند سے مرسلا مروی ہو تو مقبول ہے۔

4:اس مرسل روایت کی تائید میں کسی صحابی کا قول موجود ہو تو مقبول ہے۔

5:اکثر اہل علم اس مضمون کے مطابق فتوی دیں تو مقبول ہے۔

6:مرسِل کی عادت یہ ہو کہ وہ ایسے راوی سے ارسال نہ کرتا ہو جو مجہول ہو یا اس میں کوئی مخفی علت ہو جیسے حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ تو بھی مقبول ہے۔ اور اگر یہ شرائط نہ پائی جائیں تو مرسل قبول نہیں ہو گی۔

7 حدیث مدلَّس:

علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ (ت 1394ھ) لکھتے ہیں:

"مَا كَانَ وُجُوْدُ السِقْطِ فِي إِسْنَادِه خَفِيًّا"

(قواعد فی علوم الحدیث: ص 41)

ترجمہ: جس کی سند میں کوئی راوی ساقط ہو لیکن وہ سقوط مخفی اور پوشیدہ ہو۔

اقسام تدلیس:

تدلیس کی تین قسمیں ہیں:

1: تدلیس الاسناد۔

2: تدلیس الشیوخ۔

3: تدلیس التسویہ۔

1 تدلیس الاسناد:

"وَهُو أَن يَرْوِيَ عَنِ الْمُعَاصِرِ مَا لَمْ يَسْمَعْهُ بِلَفْظٍ يُوْهِمُ السَّمَاعَ كَقَوْلِه عَنْ فُلَانٍ أَو قَالَ فُلَانٌ"

(کوثر النبی: ص 53)

ترجمہ: تدلیس الاسناد سے مراد وہ روایت ہے جس میں راوی اپنے ایسے ہم عصر سے روایت نقل کرے جس سے اس نے وہ حدیث نہ سنی ہو لیکن بوقت روایت ایسے الفاظ استعمال کرے جس سے یہ تاثر پیدا ہو کہ اس نے اس سے سن رکھی ہے جیسے کہے عن فلان، یا قال فلان۔

2 تدلیس الشیوخ:

"وَهُوَ أَن يَذْكُرَ شَيْخَه بِغَيْرِه مَا يُعْرَفُ بِه مِنْ اسْمٍ أَو كُنْيَةٍ أَو أَبٍ أَو نِسْبَةٍ إِلَى بَلَدٍ أَو قَبِيْلَةٍ"

(کوثر النبی: ص 53)

ترجمہ: راوی اپنے استاد کا مشہور نام، مشہور کنیت، مشہور نسبت، مشہور قبیلہ چھوڑ کر غیر مشہور نام، کنیت، نسبت، قبیلہ ذکر کرے، یا راوی اپنے نام سے مشہور ہو والد مشہور نہ ہو اور مدلس اس کے والد کا نام ذکر کرے۔

تدلیس التسویۃ:

"وَهُوَ اَنْ يَسْقُطَ عَنِ الإِسْنَادِ بَيْنَ ثِقَتَيْنِ رَجُلًا ضَعِيْفًا أَوْ صَغِيْرَ السِنِّ"

(کوثر النبی: ص53)

ترجمہ: دو ثقہ راویوں کے درمیان ایک ضعیف یا کم عمر راوی کو حذف کر دے۔

حکم:

احناف کے نزدیک خیر القرون کی مرسل و تدلیس قبول ہے اور خیر القرون کے بعد سماع شرط ہے۔

حصہ دوم چند اصول

فصل نمبر 7 حدیث ضعیف

1: ضعیف کی تعیین	2: ضعیف اور موضوع میں فرق
3: ضعیف معمول یا متروک	4: حدیث ضعیف کے متعلق ائمہ کا طرز

1 حدیث ضعیف سے مراد:

یہاں ضعیف حدیث سے مراد وہ حدیث ہے؛

1. جس کی سند میں شدید الضعف راوی نہ ہو یعنی ایسا راوی سند میں نہ پایا جاتا ہو جو متروک، کذاب اور وضاع ہو۔
2. ضعیف حدیث سے مراد ایسی حدیث ہے جو ایک ہی سند سے مروی ہو، اگر متعدد طرق سے مروی ہو تو وہ حسن درجہ کی ہوتی ہے۔
3. ضعیف حدیث سے مراد ایسی حدیث ہے جس کو تلقی بالقبول، تواتر حاصل نہ ہو۔
4. ضعیف حدیث سے مراد ایسی حدیث ہے جس کے متن پر اجماع نہ ہو۔
5. ضعیف حدیث سے مراد ایسی حدیث ہے جس سے کسی مجتہد نے استدلال نہ کیا ہو۔

2 حدیث ضعیف اور موضوع میں فرق:

1. ضعیف اور موضوع کا لغوی معنی الگ الگ ہے۔

ضعیف ضعف سے ہے جس کا مطلب ہے معنوی کمزوری، موضوع وضع سے ہے بمعنی گھڑی ہوئی چیز قائل کی طرف ایسے قول کی نسبت کرنا جو اس نے نہ کہا ہو۔

2. ضعیف اور موضوع کا اصطلاحی معنی الگ الگ ہے۔

علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"والضَعِيْفُ مَا لَمْ يَجْمَعْ صِفَةَ الحَسَنِ"

(قواعد فی علوم الحدیث: ص36)

ترجمہ: حدیث ضعیف وہ حدیث ہے جس میں حدیث حسن کی شرائط نہ پائی جائیں۔

دکتور محمود احمد الطحان لکھتے ہیں:

"هُوَ الكَذِبُ المُخْتَلَقُ المَصْنُوْعُ المَنْسُوْبُ إلی رَسُوْلِ اللهِ صلَّی اللهُ عَلَيْهِ وسلَّمَ"

(تیسیر مصطلح الحدیث: ص47)

ترجمہ: اپنی طرف سے جھوٹی بات گھڑ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دینا۔

3. مستحب ومندوب حکم کے ثبوت کے لئے حدیث ضعیف کافی ہے جبکہ موضوع سے استحباب ثابت نہیں ہوتا۔

امام کمال الدین محمد بن عبد الواحد المعروف ابن الہمام رحمہ اللہ (ت861ھ) فرماتے ہیں:

"والإسْتِحْبَابُ يَثْبُتُ بالضَعِيْفِ غَيْرِ المَوْضُوْعِ"

(شرح فتح القدیر: فصل فی حمل الجنازۃ)

ترجمہ: مستحب حکم حدیث ضعیف سے ثابت ہو جاتا ہے موضوع روایت سے نہیں۔

4. ضعیف حدیث قیاس پر مقدم ہوتی ہے جبکہ موضوع پر قیاس مقدم ہوتا ہے۔

5. اگر کسی مسئلے میں نصوص میں باہمی تعارض ہو، یا نصوص میں بہت سے معانی کا احتمال ہو، یا نصوص میں اجمال ہو تو ایسی صورت میں حدیث ضعیف کے ذریعہ کسی ایک نص اور معنی کو ترجیح دی جاسکتی ہے جبکہ موضوع کے ذریعہ اجمال میں تفصیل اور محتمل المعانی میں سے کسی ایک معنیٰ کو متعین کرنا درست نہیں۔

6. ضعیف حدیث کی سندیں متعدد ہوں تو حسن ہو جاتی ہے جبکہ موضوع کی جتنی بھی اسناد بھی جمع ہو جائیں وہ موضوع ہی رہتی ہے۔

7. حدیث ضعیف منسوب الی الرسول ہوتی ہے جبکہ موضوع مکذوب علی الرسول ہوتی ہے۔

8. سبب ضعف سند سے راوی کا گرنا یا عوارضات بشریہ کا لاحق ہونا ہوتا ہے جبکہ وضع کا سبب زندقہ والحاد خواہشات نفسانی کی تسکین یا دنیاوی اغراض ومقاصد کا حصول ہوتا ہے۔

9. ضعیف روایت کو ضعف بیان کئے بغیر نقل کرنا درست اور جائز ہے جبکہ موضوع کو بیان کرنا ہی درست نہیں الا یہ کہ عوام الناس کو اس کے موضوع ہونے سے آگاہ کرنا مقصود ہو۔

10. حدیث ضعیف راجح بھی ہوتی ہے اور مرجوح بھی معمول بھی ہوتی ہے اور متروک بھی جبکہ موضوع صرف متروک ہوتی ہے۔

3ضعیف حدیث پر عمل کرنے کے بارے میں آراء:

ضعیف حدیث پر عمل کرنے کے بارے میں تین آراء ہیں:

ا:مطلقاً عمل صحیح نہیں۔

حافظ زبیر علی زئی غیر مقلد کا موقف یہ ہے کہ ضعیف احادیث پہ مطلقا عمل کرنا جائز نہیں حتیٰ کہ فضائل ومناقب میں بھی جائز نہیں۔

(فتاویٰ علمیہ المعروف توضیح الاحکام:ج2ص284،از زبیر علی زئی)

تنبیہ:

امام شمس الدین محمد بن عبدالرحمن بن محمد السخاوی رحمہ اللہ (ت902ھ) قاضی ابو بکر محمد بن عبد اللہ المعروف ابن العربی المالکی رحمہ اللہ (ت543ھ) کے متعلق فرماتے ہیں:

لا یُعْمَلُ بِہ مُطْلَقاً

(القول البدیع:ص195)

ترجمہ:امام ابن العربی رحمہ اللہ کے نزدیک حدیث ضعیف قابل عمل نہیں۔

مگر صحیح بات یہ ہے کہ اس مسئلہ میں ابن العربی رحمہ اللہ کا موقف جمہور حضرات والاہے کہ ضعیف حدیث مطلقًا قابل عمل نہیں بلکہ فضائل اور استحباب میں اس پہ عمل کیا جائے گا۔

"عَنْ عُمَرَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أُمِّهِ عَنْ أَبِيهَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّمَ يُشَمَّتُ الْعَاطِسُ ثَلَاثًا فإِنْ زَادَ فإِنْ شِئْتَ فَشَمِّتْه وإِنْ شِئْتَ فَلا"

(سنن الترمذی:باب ماجاء کم یُشَمَّتُ العاطس)

ترجمہ:حضرت عبید بن رفاعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھینکنے والے کو تین بار "یرحمک اللہ" کہہ کر جواب دیا جائے اگر تین بار سے زیادہ چھینک آئے تو تمہیں اختیار ہے چاہو تو جواب دو چاہو تو نہ دو۔

اس حدیث مبارک کے بارے قاضی ابو بکر محمد بن عبد اللہ المعروف ابن العربی المالکی رحمہ اللہ (ت543ھ) فرماتے ہیں:

"هٰذا الحَدِيْثُ وإِنْ كَانَ فِيْهِ مَجْهُوْلٌ لكِنْ يُسْتَحَبُّ العَمَلُ بِه لأَنَّهُ دَعُاءٌ بِخَيْرٍ وصِلَةٍ وَتَوَدُّدٌ للجَلِيْسِ فالأَوْلى العَمَلُ بِه"

(فتح الباری شرح صحیح البخاری:باب تشمیت العاطس اذاحمد اللہ)

ترجمہ:اس حدیث مبارک میں اگرچہ مجہول راوی ہے لیکن پھر بھی اس پر عمل کرنا مستحب ہے کیونکہ اس میں اپنے ساتھی کو دعا دینا،اس کے ساتھ حسن سلوک کرنا اور اس سے محبت کا اظہار ہے اس لئے اس پر عمل کرنا اولیٰ ہے۔

۲:مطلقاً عمل صحیح ہے بغیر کسی شرط کے۔

حافظ ابن حزم ظاہری نے اس قول کو ائمہ اربعہ کی طرف منسوب کیا ہے۔کہ یہ حضرات چونکہ حدیث ضعیف کو قیاس پہ ترجیح دیتے ہیں اس کا مطلب حدیث ضعیف بغیر کسی شرط کے حجت ہے۔

لیکن یہ قول درست نہیں۔بلکہ ان حضرات کے ہاں حدیث ضعیف کو قیاس پر اس وقت ترجیح ہوتی ہے جب قیاس مستنبط من القرآن نہ ہو اور حدیث میں شدید قسم کا ضعف نہ ہو۔

۳:ضعیف حدیث پر عمل ہو گا لیکن تین شرائط کے ساتھ۔

1:ضعف غیر شدید ہو۔

چنانچہ وہ حدیث جس کی روایت تنہا کسی ایسے شخص کے واسطے سے ہو جو کذاب ،وضاع یا مُتّہم بالکذب یا فاحش الغلط ہو، خارج ہو گی۔

2:اس کا مضمون قواعد شرعیہ میں سے کسی قاعدہ کے تحت آتا ہو چنانچہ وہ مضمون خارج از عمل ہو گا جو محض اختراعی ہو، اصول شرعیہ میں سے کسی اصل سے میل نہ کھاتا ہو (اس کا فیصلہ جلیل القدر فقہاء اور محدثین کرام ہی کر سکتے ہیں ہر شخص کے بس کی بات نہیں)

3:اس پر عمل کرتے وقت اس کے سنت و ثبوت کا عقیدہ نہ رکھا جائے (یعنی اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یقینی ثابت نہ سمجھا جائے) بلکہ صرف قواعد شرعیہ کے تحت داخل ہونے کی وجہ سے اس کے ثواب کی امید کی جائے۔

علامہ علاءالدین محمد بن علی الحصکفی الحنفی رحمہ اللہ (ت 1088ھ) فرماتے ہیں:

"شَرْطُ العَمَلِ بِالحَدِيْثِ الضَعِيْفِ عَدَمُ شِدَّةِ ضُعْفِه وأَنْ يَدْخُلَ تَحْتَ أَصْلٍ عَامٍّ وأَلَّا يُعْتَقَد سُنِّيَّةَ ذٰلِكَ الحَدِيْثِ، وأَمَّا المَوْضُوْعُ فَلا يَجُوْزُ العَمَلُ بِه بِحَالٍ ولا رِوَايَتُه إلا إِذَا قَرَنَ بِبَيَانِه"

(الدر المختار: ج1 ص87)

ترجمہ: ضعیف حدیث پر عمل کرنے کی شرط یہ ہے کہ اس میں ضعف شدید نہ ہو، اس کا مضمون قواعد شرعیہ میں سے کسی قاعدہ کے تحت آتا ہو اور اس پر عمل کرتے وقت اس کے سنت و ثبوت کا عقیدہ نہ رکھا جائے۔ رہی بات موضوع روایت کی تو اس پر نہ تو عمل کرنا جائز ہے اور نہ ہی اسے اس کا موضوع ہونا بتائے بغیر نقل کرنا جائز ہے۔

علامہ شمس الدین محمد بن عبد الرحمان السخاوی رحمہ اللہ (ت 902ھ) حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (ت 852ھ) کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"إنَّ شَرَائِطَ العَمَلِ بِالضَعِيْفِ ثَلاثَةٌ: الأَوَّلُ: مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وهُوَ أن يَكُوْنَ الضُعْفُ غَيْرَ شَدِيْدٍ، فَيَخْرُجُ مَنْ انْفَرَدَ من الكَذَّابِيْنَ والمُتَّهَمِيْنَ بالكَذِبِ ومَنْ فَحُشَ غَلَطُه. الثَانِي: أن يَكُوْنَ مُنْدَرِجًا تَحْتَ أَصْلٍ عَامٍّ، فَيَخْرُجُ مَا يُخْتَرَعُ بِحَيْثُ لا يَكُوْنُ لَه أَصْلٌ أَصْلًا. الثَالِثُ: أَلَّا يَعْتَقِدَ عِنْدَ العَمَلِ ثُبُوْتَه، لِئَلَّا يَنْسِبَ إلى الرَسُوْلِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّمَ مَا لَمْ يَقُلْه"

(القول البدیع: ص195)

ترجمہ: ضعیف حدیث پر عمل کرنے کی تین شرائط ہیں۔

1: پہلی شرط جو اتفاقی ہے وہ یہ کہ ضعف غیر شدید ہو، چنانچہ جس حدیث کو روایت کرنے والا تنہا ایسا راوی ہو جو کذاب، وضاع یا مُتّہم بالکذب یا فاحش الغلط ہو، وہ ناقابل قبول ہو گی۔

2: اس حدیث کا مضمون قواعد شرعیہ میں سے کسی قاعدہ کے تحت آتا ہو چنانچہ وہ مضمون خارج از عمل ہو گا جو محض اختراعی ہو، اصول شرعیہ میں سے کسی اصل سے میل نہ کھاتا ہو۔

3: اس پر عمل کرتے وقت اس کے ثبوت کا یقین نہ رکھا جائے تاکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسی بات کی نسبت نہ ہو جو آپ نے نہ فرمائی ہو۔

فائدہ:

بعض حضرات نے اس میں ایک اور شرط کا اضافہ بھی فرمایا ہے اور وہ یہ کہ اس مسئلہ کے متعلق اس سے قوی دلیل معارض موجود نہ ہو۔ اگر کوئی قوی دلیل کسی عمل کی حرمت یا کراہت پر موجود ہو اور یہ ضعیف اس کے جواز یا استحباب کی متقاضی ہو تو قوی پر عمل کیا جائے گا۔

4 حدیث ضعیف کے متعلق ائمہ کا طرز:

جلیل القدر محدثین کرام کے ہاں کسی عمل کی فضیلت کو ثابت کرنے اور اس پر عمل کرنے کے لیے، کسی نیک کام کی ترغیب اور برے کام سے روکنے کے لیے، وعظ و نصیحت کے لیے، واقعات کو بیان کرنے کے لیے ضعیف حدیث کو مندرجہ بالا چند شرائط کے ساتھ قبول کیا جاتا ہے۔ ترغیب و ترہیب، حکایات و قصص اور فضائل اعمال کی روایات میں تساہل سے کام لیا جاتا ہے۔

ا: امام عبد الرحمن بن مہدی رحمہ اللہ (ت 198ھ):

"إِذَا رَوَيْنَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّمَ فِي الحَلَالِ والحَرَامِ والأَحْكَامِ شَدَّدْنَا فِي الأَسَانِيْدِ وانْتَقَدْنَا الرِجَالَ وإِذَا رَوَيْنَا فِي فَضَائِلِ الأَعْمَالِ والثَوَابِ والعِقَابِ والمُبَاحَاتِ والدَعَوَاتِ تَسَاهَلْنَا فِي الأَسَانِيْدِ"

(المستدرک للحاکم: ج1 ص490)

ترجمہ: جب ہم حلال و حرام اور احکام سے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کرتے ہیں تو اسانید میں شدت اختیار کرتے ہیں اور رجال کی تحقیق میں خوب تفتیش سے کام لیتے ہیں اور جب فضائل اعمال، ثواب و عقاب، مباحات اور دعاؤں کی احادیث بیان کرتے ہیں تو تساہل سے کام لیتے ہیں۔

۲: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (ت 241ھ):

إِذَا جَاءَ الْحَلَالُ وَالْحَرَامُ شَدَّدْنَا فِي الْأَسَانِيدِ، وَإِذَا جَاءَ التَّرْغِيبُ وَالتَّرْهِيبُ تَسَاهَلْنَا فِي الْأَسَانِيدِ، وَكَذَلِكَ مَا عَلَيْهِ الْعُلَمَاءُ مِنَ الْعَمَلِ بِالْحَدِيثِ الضَّعِيفِ فِي فَضَائِلِ الْأَعْمَالِ

(مجموع الفتاوی: ج18، ص65)

ترجمہ: جب حلال و حرام کا معاملہ آن پڑے تو ہم احادیث کی اسانید کی چھان پھٹک میں سختی سے کام لیتے ہیں اور جب ترغیب و ترہیب کا باب ہو تو اسانید کی تحقیق میں تساہل برتتے ہیں اسی طرح ہمارا موقف ضعیف احادیث پر عمل کے بارے میں وہی ہے جو دیگر علماء کرام کا ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا درست ہے۔

۳: ابو زکریا یحیی بن محمد العنبری رحمہ اللہ (ت 344ھ):

"الْخَبَرُ إِذَا وَرَدَ لَمْ يُحَرِّمْ حَلَالًا وَلَمْ يُحِلَّ حَلَالًا وَلَمْ يُوجِبْ حُكْمًا وَكَانَ فِي تَرْغِيبٍ أَو تَرْهِيبٍ أَو تَشْدِيدٍ أَو تَرْخِيصٍ وَجَبَ الإِغْمَاضُ عَنْهُ والتَسَاهُلُ فِي رُوَاتِهِ"

(الکفایۃ فی علم الروایہ: ص213)

ترجمہ: اگر حدیث میں حلت و حرمت یا حکم وجوبی نہ ہو بلکہ حدیث ترغیب، ترہیب میں شدت یا رخصت کے باب میں مروی ہو تو اس کے راویوں کی چھان پھٹک اور اسانید کے جرح و تعدیل میں چشم پوشی سے کام لے کر تساہل اختیار کیا جاتا ہے۔

۴: امام ابوزکریا یحیی بن شرف النووی رحمہ اللہ (ت 676ھ):

"قَالَ العُلَمَاءُ مِن المُحَدِّثِیْنَ والفُقَهَاء وغَیْرِهِمْ: یَجُوْزُ ویُسْتَحَبُّ العَمَلُ فی الفَضَائِلِ والتَّرْغِیْبِ والتَّرْهِیْبِ بالحَدِیْثِ الضَعِیْفِ مَالَمْ یَکُنْ مَوْضُوْعًا.

وأمَّا الأحْکَامُ کَالحَلالِ والحَرَامِ والبَیْعِ والنِکَاحِ والطَلاقِ وغَیْرِ ذٰلِكَ فَلا یُعْمَلُ فِیْهَا إلا بِالحَدِیْثِ الصَحِیْحِ أو الحَسَنِ إلا أن یَکُوْنَ فی احتِیَاطٍ فی شَیْءٍ مِنْ ذٰلِكَ، کَمَا إذَا وَرَدَ حَدِیْثٌ ضَعِیْفٌ بِکَرَاهَةِ بَعْضِ البُیُوْعِ أو الأنْکِحَةِ فإنَّ المُسْتَحَبَّ أن یَتَنَزَّهَ عَنْهُ ولٰکِنْ لا یَجِب"

(کتاب الاذکار: ص8)

ترجمہ: محدثین وفقہاء نے کہا ہے کہ فضائل اور ترغیب وترہیب میں ضعیف حدیث پر عمل جائز اور مستحب ہے بشرطیکہ وہ موضوع نہ ہو جہاں تک حلال وحرام، بیع، نکاح اور طلاق وغیرہ جیسے احکام کا تعلق ہے تو ان میں حدیث صحیح اور حسن کے بغیر عمل نہیں کیا جائے گا ہاں مگر یہ کہ اس میں سے کسی معاملہ میں احتیاط مطلوب ہو جیسے بعض بیوع اور نکاحوں میں کراہت کے بارے میں کوئی ضعیف حدیث ہو تو مستحب یہ ہے کہ اس سے بچا جائے لیکن یہ واجب نہیں۔

"وقَدْ قَدَّمْنَا اتِّفَاقَ العُلَمَاءِ عَلَی العَمَلِ بالحَدِیْثِ الضَعِیْفِ فی فَضَائِلِ الأعْمَالِ دُوْنَ الحَلالِ والحَرَامِ"

(المجموع شرح المہذب للنووی ج3ص218)

ہم پہلے یہ بات بیان کر چکے ہیں کہ فضائل اعمال میں تو ضعیف حدیث پر عمل کرنے پر علماء کا اتفاق ہے۔ البتہ حلال وحرام کے معاملے میں نہیں۔

۵: علامہ ابن حجر الہیثمی المکی رحمہ اللہ (ت 974ھ):

"قد اتَّفَقَ العُلَمَاءُ علی جَوَازِ العَمَلِ بالحَدِیْثِ الضَعِیْفِ فی فَضَائِلِ الأعْمَالِ"

(الفتح المبین شرح الاربعین للنووی: ص32)

ترجمہ: علماء محدثین کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز ہے۔

۶: سلطان المحدثین ملا علی قاری رحمہ اللہ (ت 1014ھ):

"ومِن المُقَرَّرِ أنَّ الحَدِیْثَ الضَعِیْفَ یُعْمَلُ بِه فی فَضَائِلِ الأعْمَالِ"

(مرقاۃ المفاتیح: ج2ص94)

ترجمہ: پکی بات ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کیا جائے گا۔

"وقَدْ اتَّفَقَ الحُفَّاظُ عَلَی جَوَازِ العَمَلِ بالحَدِیْثِ الضَعِیْفِ فی فَضَائِلِ الأعْمَالِ"

(مرقاۃ المفاتیح: ج2ص183)

ترجمہ: حفاظ محدثین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل کرنا جائز ہے۔

۷:مولانا عبد الحی لکھنوی رحمہ اللہ (ت 1204ھ):

"فإنَّ الحدِيثَ الضَعِيفَ مُعْتَبَرٌ فی فَضَائِلِ الأعْمَالِ عِنْدَ جَمِيْعِ العُلَمَاءِ مِنْ أرْبَابِ الكَمَالِ"

(الاجوبۃ الفاضلۃ: ص37)

ترجمہ: ارباب علم و دانش اور اصحاب فضل و کمال تمام علماء محدثین فضائل اعمال میں ضعیف حدیث کا اعتبار کرتے ہیں یعنی اس کو معتبر مانتے ہیں۔

فصل نمبر 8

حدیث مقبول اور غیر مقبول

فائدہ 1:

حدیث مبارک دو چیزوں کے مجموعے کا نام ہے 1: سند۔ 2: متن۔ حدیث کے مقبول ہونے کے لئے سند اور متن دونوں کی تحقیق ضروری ہے۔

محدثین کا مقصد حفاظت حدیث ہے اور مجتہدین کی محنت و مقصود استخراجِ احکام ہے اس لیے محدث سند کی صحت و ضعف سے بحث کرتا ہے اور مجتہد متن کے قابل عمل ہونے یا نہ ہونے سے بحث کرتا ہے۔ چنانچہ محدث جب کسی حدیث کے بارے کہے "ھذا حدیث صحیح" اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس روایت کی سند صحیح ہے اور جب محدث کہے "ھذا حدیث ضعیف" تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ سند کمزور ہے۔

فائدہ 2:

کسی حدیث کو صحیح کہنا یا کسی حدیث کو ضعیف کہنا امر منصوص نہیں بلکہ امر اجتہادی ہے یعنی حدیث کو صحیح یا ضعیف اللہ یا اللہ کے رسول نے نہیں فرمایا بلکہ امت کے علماء نے اپنے اجتہاد سے فرمایا اور اجتہاد میں صواب و خطاء دونوں احتمال ہوتے ہیں. اس لیے کسی روایت کو صحیح یا ضعیف کہنے سے فی الواقع اور نفس الامر میں اس کا صحیح یا ضعیف ہونا لازم نہیں آتا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (ت 852ھ) لکھتے ہیں:

"قُلْتُ: تَعْلِيْلُ الأئِمَّةِ للأحَادِيْثِ مَبْنِيٌّ عَلَى غَلَبَةِ الظَنِّ فإذَا قَالُوْا: أخْطأَ فُلانٌ فی كَذَا لَمْ يَتَعَيَّنْ خَطَأُه فی نَفْسِ الأمْرِ بَلْ هُوَ رَاجِحُ الإحْتِمَالِ فَيُعْتَمَدُ"

(فتح الباری: باب اثم المار بین یدیہ المصلیّ ج1 ص585)

ترجمہ: ائمہ محدثین کا احادیث کو معلل و ضعیف قرار دینے کا مدار غلبہ ظن پر ہوتا ہے اسی بنیاد پر اس کا اعتبار ہوتا ہے لہٰذا اگر محدث کسی راوی پر جرح کرے اور مثلاً یوں کہے کہ اس نے فلاں روایت میں غلطی کی ہے تو اس کا معنیٰ یہ نہیں کہ حقیقتاً اس نے غلطی کی ہے اور صحت کا امکان ہی نہیں بلکہ صحت کا امکان بھی موجود ہوتا ہے۔

امام سیوطی رحمہ اللہ (ت 911ھ) فرماتے ہیں:

"{وإذَا قِيلَ} هذا حَدِيثٌ {صَحِيحٌ فَهذا مَعْنَاه} أي مَا اتَّصَلَ سَنَدُه مَعَ الأَوْصَافِ المَذْكُورَةِ فَقَبِلْنَاهُ عَمَلًا بِظَاهِرِ الإسْنَادِ {لا أنَّه مَقْطُوعٌ بِه} فی نَفْسِ الأمْرِ لِجَوَازِ الخَطأ والنِسْيَانِ علی الثِقَةِ {وإذَا قِيلَ} هذا حَدِيثٌ {غَيْرُ صَحِيحٍ} لَوْ قَالَ "ضَعِيفٌ" لَكَانَ أخْصَرَ {فَمَعْنَاه لَمْ يَصِحَّ إسْنَادُه} عَلَى الشَرْطِ المَذْكُورِ لا أنَّه كَذِبٌ فی نَفْسِ الأمْرِ"

(تدریب الراوی: ص78)

ترجمہ: جب کسی حدیث کے متعلق یہ کہاجائے کہ یہ صحیح ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس میں شرائط صحت پائی جاتی ہیں ضروری نہیں کہ واقعی متناً بھی صحیح ہو کیونکہ ہو سکتا ہے ثقہ آدمی سے خطاہوگئی ہو۔اور جب کسی حدیث کے بارے میں یہ کہاجائے کہ یہ صحیح نہیں تو مطلب یہ ہوگا کہ اس میں شرائط صحت نہیں پائی جاتیں نفس الامر میں اس کاضعیف ہوناضروری نہیں۔

مندرجہ بالا تفصیل سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔

1: کسی بھی حدیث مبارک کا صحیح یاضعیف ہوناایسا قطعی متعین نہیں کہ اس میں جانب آخر کا احتمال نہ ہو۔

2: اگر کسی سند کا ضعف ثابت ہو جائے تو اس سے متن کاضعیف ہونالازم نہیں آتا اسی طرح اگر سند صحیح ہو تو اس کا معنٰی یہ نہیں کہ متن بھی ضرور صحیح ہو گا بلکہ متن کے مقبول و معمول ہونے یامتروک و منسوخ ہونے کا فیصلہ اصول شرعیہ کی موافقت وعدم موافقت کے اعتبار سے ہو گا موافق شرع ہونے کی صورت میں متن مقبول ہو گا سند ضعیف ہی کیوں نہ ہو اور مخالف شرع ہونے کی صورت میں متن منسوخ یامتروک ہی ہو گا اگرچہ روایت صحیح بلکہ اصح ہی کیوں نہ ہو۔

حدیث مقبول:

حدیث سند کے اعتبار سے ضعیف ہو مگر متن قابل عمل ہو اس کی کئی صورتیں ہیں۔

1. حدیث مبارک کا متن قرآن کریم کے موافق ہو۔
2. حدیث مبارک کا متن سنت متواترہ کے موافق ہو، متن کو تواتر کا درجہ حاصل ہو جائے۔
3. حدیث مبارک کے متن پر امت کا اجماع ہو۔
4. حدیث مبارک کے متن کو تلقی بالقبول حاصل ہو جائے۔
5. حدیث مبارک کے متن سے کسی مجتہد نے استدلال کیا ہو۔
6. حدیث مبارک کے طرق متعدد ہوں۔

1 موافقت بالقرآن دلیل صحت ہے:

حافظ احمد بن علی بن ثابت ابو بکر الخطیب البغدادی رحمہ اللہ (ت 463ھ) فرماتے ہیں:

"وقَدْ يُسْتَدَلُّ أيْضًا عَلٰى صِحَّتِه بِأن يَكُوْنَ خَبَرًا عَنْ أمْرٍ اقْتَضَاهُ نَصُّ القُرآنِ.

ترجمہ: کبھی کبھی حدیث مبارک کی صحت کا فیصلہ اس وقت بھی کیا جاتا ہے جب حدیث کا متن آیت یا آیات قرآنیہ کے موافق ہو۔

مثال:

امام ابو بکر احمد بن الحسین بن علی بن موسیٰ البیہقی رحمہ اللہ (ت 458ھ) روایت کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " اللهَ اللهَ فِي أَصْحَابِي، لَا تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا

مِنْ بَعْدِي، مَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ.

شعب الایمان للبیہقی: ج2 ص191 رقم الحدیث 1511

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالی سے میرے صحابہ کے بارے میں ڈرو۔ ان کو میرے بعد طعن و تشنیع کا نشانہ نہ بنانا۔ جو شخص صحابہ کرام سے محبت کرتا ہے وہ میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کرتا ہے اور جو شخص ان سے بغض رکھتا ہے وہ مجھ سے بغض رکھنے کی وجہ سے ان سے بغض رکھتا ہے۔

مشہور فقیہ و محدث امام ابو العباس احمد بن عمر بن ابراہیم الانصاری القرطبی المالکی رحمہ اللہ (ت 656ھ) حدیث مبارک "اللہ اللہ فی اصحابی" نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"وهذا الحَدِيْثُ وإنْ كَانَ غَرِيْبَ السَنَدِ فَهُوَ صَحِيْحُ المَتْنِ، لأنَّه مَعْضُوْدٌ بِمَا قَدَّمْنَاه مِنَ الكِتَابِ وصَحِيْحِ السُنَّةِ وبالمَعْلُوْمِ مِنْ دِيْنِ الأُمَّةِ إذْ لا خِلافَ في وُجُوْبِ احْتِرَامِهِمْ وتَحْرِيْمِ سَبِّهِمْ"

(المفہم لما اشکل من تلخیص کتاب مسلم: باب وجوب احترام اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

ترجمہ: یہ حدیث مبارک سند کے اعتبار سے اگرچہ غریب ہے لیکن اس کا متن بالکل صحیح ہے اس لئے کہ متن کی تائید قرآن کریم ، احادیث صحیحہ سے ہوتی ہے اور متن میں جو بات ہے وہ اتفاق امت سے ثابت ہے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے احترام کے وجوب اور ان پر سب وشتم کی حرمت پر امت متفق ہے۔

2 تواتر دلیل صحت ہے:

❖ حافظ احمد بن علی بن ثابت ابو بکر الخطیب البغدادی رحمہ اللہ (ت 463ھ) فرماتے ہیں:

أو السُنَّةُ المُتَوَاتِرَةُ لأَجْلِه"

(الکفایۃ فی علم الروایۃ: ج1 ص17 باب الکلام فی الاخبار و تقسیمھا)

ترجمہ: کبھی کبھی حدیث مبارک کی صحت کا فیصلہ اس وقت بھی کیا جاتا ہے جب متن کو تواتر کا درجہ مل جائے۔

❖ حافظ ابو الفضل احمد بن علي بن محمد بن احمد المعروف ابن حجر عسقلاني رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

"والمُتَوَاتِرُ لا يُبْحَثُ عَنْ رِجَالِه، بَلْ يَجِبُ العَمَلُ بِه مِنْ غَيْرِ بَحْثٍ"

(نزھۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر: تعریف علم الاسناد)

ترجمہ: حدیث متواتر کی سند کے افراد پہ بحث نہیں کی جاتی بلکہ بغیر بحث کے اس پہ عمل کرنا واجب ہے۔

❖ امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (ت 911ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمُتَوَاتِرُ فَإِنَّهُ صَحِيْح قَطْعًا وَلَا يُشْتَرَطُ فِيْهِ مَجْمُوْعُ هٰذِهِ الشُّرُوْط

(تدریب الراوی: ج1 ص34 النوع الاول)

ترجمہ: حدیث متواتر یقینی طور پر صحیح ہوتی ہے اس میں خبر واحد والی شرائط کا پایا جانا ضروری نہیں۔

❖ امام رضی الدین محمد بن ابراھیم الحلبی رحمہ اللہ (ت 971ھ) فرماتے ہیں:

"ومِنْ شَأْنِه ألَّا يُشْتَرَطَ عَدَالَةُ رِجَالِه بِخِلافِ غَيْرِه"

(قفو الاثر فی صفوۃ علوم الاثر: ج 1 ص 46 فصل فی الحدیث المتواتر)

ترجمہ: متواتر کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں راویوں کی عدالت شرط نہیں جبکہ دیگر احادیث میں راویوں کی عدالت ضروری ہے۔

❖ سلطان المحدثین ملا علی قاری رحمہ اللہ (ت 1014ھ) فرماتے ہیں:

"لأنَّ المُتَوَاتِرَ لا يُسأَلُ عَنْ أحْوَالِ رِجَالِه"

(شرح شرح نخبۃ الفکر: ج 1 ص 161 بحث المتواتر)

ترجمہ: متواتر کے راویوں کے احوال سے متعلق بازپرس نہیں کی جاتی۔

مثال:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمان پہ تشریف لے جانا اور قیامت سے پہلے زندہ زمین پہ تشریف لانا معناً احادیث متواترہ سے ثابت ہے۔

3 اجماع دلیل صحت ہے:

حافظ احمد بن علی بن ثابت ابو بکر الخطیب البغدادی رحمہ اللہ (ت 463ھ) فرماتے ہیں

أو اجْتَمَعَتْ الأُمَّةُ عَلىٰ تَصْدِيْقِه "

(الکفایۃ فی علم الروایۃ: ج 1 ص 17 باب الکلام فی الاخبار و تقسیمھا)

ترجمہ: کبھی کبھی حدیث مبارک کی صحت کا فیصلہ اس وقت بھی کیا جاتا ہے جب متن کے معنیٰ پر امت کا اجماع ہو جائے۔

امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد المعروف حافظ ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ (ت 463ھ) فرماتے ہیں:

"وَقَدْ رُوِيَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بِإِسْنَادٍ لَا يَصِحُّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "الدِّيْنَارُ أَرْبَعَةٌ وَعِشْرُوْنَ قِيْرَاطًا" وهذا الحَدِيْثُ وَإِنْ لَمْ يَصِحَّ إِسْنَادُه فَفِي قَوْلِ جَمَاعَةِ العُلَمَاءِ بِه وَإِجْمَاعِ النَّاسِ عَلَى مَعْنَاهُ مَا يُغْنِي عَنِ الإِسْنَادِ فِيْهِ"

(التمھید لما فیہ الموطا من المعانی والاسانید: ج 20 ص 145)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ایسی حدیث منقول ہے جس کی سند صحیح نہیں، [حدیث یہ ہے کہ] ایک دینار چوبیس قیراط کا ہوتا ہے۔ اس حدیث کی سند اگرچہ صحیح نہیں ہے لیکن لوگوں (فقہاء و محدثین) کا اس پر اجماع ہے اور اجماع اس کی سند سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

سلطان المحدثین ملا علی قاری رحمہ اللہ (ت 1014ھ) فرماتے ہیں:

"وقَدْ قَالَ عَطَاءٌ: الإِجْمَاعُ أَقْوىٰ مِنَ الإِسْنَادِ"

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح: ج 1 ص 117)

ترجمہ: حضرت عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اجماع اسناد سے قوی ہے۔

غیر مقلدین کے پیشوا قاضی محمد بن علی شوکانی (ت 1250ھ) لکھتے ہیں:

"وقد اتَّفَقَ أَهْلُ الحَدِيْثِ عَلىٰ ضُعْفِ هذه الزِيَادَةِ ولكِنَّه وَقَعَ الإِجْمَاعُ عَلىٰ مَضْمُوْنِهَا"

(الدراری المضیۃ شرح الدرر البھیۃ: ج 1 ص 19)

ترجمہ: محدثین اس زیادتی کے ضعف پر متفق ہیں لیکن اس کے مضمون پر اجماع ہو چکا ہے۔

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں:

"وَفِي إِسْنَادِهِ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ شَيْخُ الشَّافِعِيِّ وَهُوَ ضَعِيفٌ وَقَدْ وَقَعَ الإِجْمَاعُ عَلَى مَا أَفَادَتْهُ الأَحَادِيثُ"

(الدراری المضیۃ شرح الدرر البھیۃ: ج1ص118)

ترجمہ: اس حدیث کی سند میں ایک راوی محمد بن ابراہیم ہے جو ضعیف ہے لیکن ان احادیث سے جو ثابت ہو رہا ہے اس پر اجماع ہو چکا ہے۔

مثال:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا اور انبیاء کرام علیہم السلام کا اپنی قبور مبارکہ میں زندہ ہونا۔

4 تلقی بالقبول دلیل صحت ہے:

حافظ احمد بن علی بن ثابت ابو بکر الخطیب البغدادی رحمہ اللہ (ت 463ھ) فرماتے ہیں:

أو تَلَقَّتْهُ الكَافَّةُ بِالقُبُوْلِ وعَمِلَتْ بِمُوْجَبِه لأَجْلِه"

(الکفایۃ فی علم الروایۃ: ج1ص17 باب الکلام فی الاخبار وتقسیمھا)

ترجمہ: کبھی کبھی حدیث مبارک کی صحت کا فیصلہ اس وقت بھی کیا جاتا ہے جب متن کو علماء و مجتہدین کے ہاں تلقی بالقبول حاصل ہو جائے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (ت 911ھ) فرماتے ہیں:

"قَالَ بَعْضُهُمْ: يُحْكَمُ للحَدِيْثِ بِالصِحَّةِ إِذَا تَلَقَّاهُ النَاسُ بِالقُبُوْلِ وإِنْ لَمْ يَكُنْ لَه إِسْنَادٌ صَحِيْحٌ"

(تدریب الراوی: ص29)

ترجمہ: بعض محدثین فرماتے ہیں کہ حدیث پر صحیح ہونے کا حکم اس وقت بھی لگایا جائے گا جب امت اس کو قبول کرلے اگرچہ اس کی سند ضعیف ہو۔

مثال:

امام سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِي الإِسْتِذْكَارِ لما حَكىٰ عَنِ التِرْمِذِيِّ أَنَّ البُخَارِيَّ صَحَّحَ حَدِيْثَ البَحْرِ هُوَ الطُهُوْرُ مَاؤُه وأَهْلُ الحَدِيْثِ لا يُصَحِّحُوْنَ مِثْلَ إِسْنَادِهِ لكِنَّ الحَدِيْثَ عِنْدِي صَحِيْحٌ لأَنَّ العُلَمَاءَ تَلَقَّوْهُ بِالقُبُوْلِ"

(تدریب الراوی: ص29)

ترجمہ: امام ابن عبد البر رحمہ اللہ امام ترمذی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ حدیث "البحر ھو الطھور ماءہ" کو صحیح قرار دیتے ہیں اور دوسرے محدثین اس روایت کو سند کی وجہ سے صحیح نہیں کہتے مگر میرے نزدیک یہ روایت صحیح ہے اس لیے کہ علماء نے اس روایت کو قبول کیا ہے۔

5 استدلال مجتہد دلیل صحت ہے:

حافظ شہاب الدین احمد بن علی المعروف ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

"وقَدِ احْتَجَّ بِهٰذَا الحَدِيْثِ أَحْمَدُ وابْنُ المُنْذِرِ وفِي جَزْمِهِمَا بذلِكَ دَلِيْلٌ عَلَى صِحَّتِه عِنْدَهُمَا"

(التلخیص الجبیر لابن حجر: ج2ص143 تحت رقم الحدیث 807)

ترجمہ: امام احمد اور امام ابن المنذر رحمہما اللہ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے اور ان دونوں کا اس سے استدلال کرنا اس بات کی دلیل ہے

کہ یہ حدیث ان کے نزدیک صحیح ہے۔

علامہ کمال الدین محمد بن عبد الواحد بن عبد الحمید المعروف ابن الہمام رحمہ اللہ (ت 861ھ) فرماتے ہیں:

"الْمُجْتَهِدُ إذا اسْتَدَلَّ بِحَدِيْثٍ كَانَ تَصْحِيْحًا لَه"

(التحریر لابن الہمام بحوالہ رد المحتار: ج7 ص83)

ترجمہ: جب مجتہد کسی حدیث سے استدلال کرے تو وہ اس حدیث کی تصحیح ہوتی ہے۔

علامہ زاہد بن حسن الکوثری رحمہ اللہ (ت 1371ھ) فرماتے ہیں:

"ومَعْلُوْمٌ أنَّ اسْتِدلالَ الْمُجْتَهِدِ بِحَدِيْثٍ تَصْحِيْحٌ لَه"

(التعلیق علی شروط الائمۃ الخمسۃ: ص56)

ترجمہ: یہ بات طے شدہ ہے کہ مجتہد کا کسی حدیث سے استدلال کرنا یہ اس حدیث کی تصحیح ہوتی ہے۔

محدث وفقیہ علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ (ت 1394ھ) فرماتے ہیں:

"فی جَزْمِ كُلِّ مُجْتَهِدٍ بِحَدِيْثٍ دَلِيْلٌ على صِحَّتِه عِنْدَه"

(قواعد فی علوم الحدیث: ص:58)

ترجمہ: مجتہد کا کسی حدیث کو یقین کے ساتھ پیش کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ حدیث اس مجتہد کے ہاں صحیح ہے۔

غیر مقلد عالم زبیر علی زئی لکھتے ہیں "ضیاء مقدسی نے المختارہ میں یہ اثر لا کر اپنے نزدیک اس کا صحیح ہونا ثابت کر دیا ہے"۔

(تعداد رکعات قیام رمضان: ص23)

مثال:

امام ابو بکر بیہقی رحمہ اللہ کا حدیث مبارک الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون سے عقیدہ حیات انبیاء علیہم السلام پہ استدلال کرنا۔

6 تعدد طرق سے ضعف ختم ہو جاتا ہے:

حدیث ضعیف اگر متعدد طرق سے مروی ہو اگرچہ وہ زائد طریق ایک ہی کیوں نہ ہو، تو وہ کم از کم درجہ حسن کو پہنچ جاتی ہے۔

علامہ ابن کثیر دمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) فرماتے ہیں:

"قَالَ الشَّيْخُ أبُو عُمَرَ: لا يَلْزَمُ مِن وُرُوْدِ الحَدِيْثِ مِنْ طُرُقٍ مُتَعَدِّدَةٍ أن يَكُوْنَ حَسَنًا لأنَّ الضُعْفَ يَتَفَاوَتُ، فَمِنْهُ مَا لا يَزُوْلُ بِالْمُتَابِعَاتِ يَعْنِي لا يُؤَثِّرُ كَوْنُه تَابِعًا أو مَتْبُوْعًا، كَرِوَايَةِ الكَذَّابِيْنَ والمَتْرُوْكِيْنَ، ومِنْهُ ضُعْفٌ يَزُوْلُ بالْمُتَابَعَةِ كَمَا إذَا كَانَ رَاوِيْه سَيِّءَ الحِفْظِ أو رَاوِي الحَدِيْثِ مُرْسِلًا فإنَّ الْمُتَابَعَةَ تَنْفَعُ حِيْنَئِذٍ يَرْفَعُ الحَدِيْثُ عَنْ حَضِيْضِ الضُعْفِ إلى أوْجِ الحَسَنِ أو الصِحَّةِ"

(اختصار فی علوم الحدیث: ص5)

ترجمہ: شیخ ابو عمر فرماتے ہیں: حدیث متعدد طرق سے مروی ہو تو وہ ہمیشہ حسن نہیں ہوتی کیونکہ ضعف ضعف میں فرق ہوتا ہے۔ بعض ضعف ایسے ہوتے ہیں جو متابعات سے ختم نہیں ہوتے یعنی اس کا تابع یا متبوع بننا نافع نہیں ہوتا جیسے کذابین اور متروکین کی روایات، اور بعض ضعف ایسے ہوتے ہیں جو متابعات سے ختم ہو جاتے ہیں جیسے روایت کے راوی کا حافظہ کے اعتبار سے کمزور ہونا یا حدیث کو مرسل نقل کرنا، تو اس وقت متابعت نفع دے گی اور حدیث درجہ ضعف سے حسن درجہ تک پہنچ جائے گی۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (ت 911ھ) لکھتے ہیں:

"ولا بِدَعَ فی الإِحتِجَاجِ بِحَدِیثٍ لَہُ طَرِیقَانِ لَو انفَرَدَ کُلٌّ مِنہُمَا لَمۡ یَکُنۡ حُجَّۃً کَمَا فی المُرۡسَلِ إِذَا وَرَدَ مِنۡ وَجۡہٍ آخَرَ مُسۡنَدَ أو وَافَقَہُ مُرۡسَلٌ آخَرُ"

(تدریب الراوی: النوع الثانی الحسن ص:160)

ترجمہ: جس حدیث کی دوسندیں ہوں اس سے استدلال کرنے میں کوئی حرج نہیں جیسے وہ حدیث جو ایک سند سے مرسل اور دوسری سے مسند ہو، یا ایک سند سے مرسل ہو اور اس کی تائید میں دوسری مرسل آجائے۔

حافظ عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ (ت 973ھ) فرماتے ہیں:

"وقد احتجَّ جُمۡھُوۡرُ المُحَدِّثِیۡنَ بالحَدِیۡثِ الضَعِیۡفِ إِذَا کَثُرَتۡ طُرُقُہ، وأَلۡحَقُوۡہ بالصَحِیۡحِ تَارَۃً والحَسَنِ أُخۡرٰی"

(المیزان الکبریٰ للشعرانی: ج1ص68)

ترجمہ: جمہور محدثین نے ضعیف حدیث سے استدلال کیا ہے جب اس کے کئی طرق ہوں اور کبھی اس کو صحیح اور کبھی حسن کے ساتھ ملایا ہے۔

مثال:

امام ابو بکر احمد بن حسین البیہقی رحمہ اللہ (ت 458ھ) یوم عاشوراء کو اہل وعیال پر وسعت کے بارے احادیث ذکر کرتے ہوئے نقل فرماتے ہیں:

عَنۡ أَبِي ھُرَیۡرَۃَ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنۡ وَسَّعَ عَلَی عِیَالِہِ وَأَھۡلِہِ یَوۡمَ عَاشُورَاءَ وَسَّعَ اللہُ عَلَیۡہِ سَائِرَ سَنَتِہِ

ھٰذِہِ الۡأَسَانِیدُ وَإِنۡ کَانَتۡ ضَعِیفَۃً فَھِيَ إِذَا ضُمَّ بَعۡضُھَا إِلَی بَعۡضٍ أَخَذَتۡ قُوَّۃً

(شعب الایمان صوم التاسع مع العاشر: رقم الحدیث 3515)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو آدمی عاشوراء کے دن اپنے اہل وعیال پر وسعت کرتا ہے تو اللہ پاک پورا سال اس کے لئے وسعت فرماتے ہیں، {حدیث نقل کرکے امام بیہقی فرماتے ہیں} اس روایت کی سندیں اگرچہ ضعیف ہیں لیکن تعدد کی وجہ سے انہیں قوت حاصل ہے۔

حدیث غیر مقبول

حدیث مبارک سند کے اعتبار سے صحیح ہو مگر متن ناقابل عمل ہو اس کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔

1: متن قرآن کریم کے خلاف ہو:

امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ (ت 150ھ) فرماتے ہیں:

"فَرَدُّ کُلِّ مَنۡ یُحَدِّثُ بِخِلَافِ القُرآنِ لَیۡسَ رَدًّا علی النَبِيِّ صلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وسلَّمَ وَلا تَکۡذِیۡبًا لَہ ولٰکِنۡ رَدٌّ عَلَی مَنۡ یُحَدِّثُ عَن

النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلَّمَ بِالبَاطِلِ"

(العالم والمتعلم: ص27)

ترجمہ: اگر کوئی راوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی حدیث بیان کرتا ہے جو قرآن کریم کے خلاف ہو تو اس روایت کو رد کرنا یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کی تردید و تکذیب نہیں بلکہ اس راوی کی تردید ہے جس نے غلط بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کی ہے۔

امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم رحمہ اللہ (ت 182ھ) فرماتے ہیں:

"فَمَا خَالَفَ القُرآنَ فَلَيْسَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلَّمَ وإِنْ جَاءَتْ بِهِ الرِوَايَةُ"

(الرد علی سیر الاوزاعی: باب سہم الفارس والراجل)

ترجمہ: جو روایت قرآن کریم کے خلاف ہو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان نہیں ہو سکتا اگرچہ وہ بات کسی روایت میں آئی ہو۔

حافظ ابو بکر احمد بن علی خطیب بغدادی رحمہ اللہ (ت 463ھ) فرماتے ہیں:

"إِذَا رَوَى الثِقَةُ المَأْمُوْنُ خَبَرًا مُتَّصِلَ الإِسْنَادِ رُدَّ بِأُمُوْرٍ ... أن يُخَالِفَ نَصَّ الكِتَابِ والسُنَّةَ المُتَوَاتِرَةَ، فَيُعْلَمَ أَنَّه لا أَصْلَ لَه أو مَنْسُوْخٌ"

(الفقیہ والمتفقہ: باب القول فیما یرد به خبر الواحد)

ترجمہ: جب ثقہ، مضبوط راوی سندِ متصل سے کوئی بات نقل کرے تو اس روایت کو چند وجوہ کی بنیاد پر چھوڑ دیا جاتا ہے، ایک یہ کہ وہ قرآن کریم کی آیت کے خلاف ہو دوسرا یہ کہ وہ سنت متواترہ سے ٹکرا جائے، ایسی صورت میں جان لینا چاہئے کہ یا تو اس روایت کی کوئی اصل نہیں یا پھر وہ منسوخ ہے۔

مثال:

عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا، قَالَ لَيْسَ لَهَا سُكْنٰى، وَلَا نَفَقَة

(صحیح مسلم: باب المطلقة ثلاثا لا نفقة لها)

ترجمہ: حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورت کے بارے میں فرمایا جسے تین طلاقیں دے دی گئی ہوں کہ اس کے لیے نہ رہائش ہے اور نہ نان نفقہ۔

اس حدیث کے بارے امیر المومنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

لَا نَتْرُكُ كِتَابَ اللهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَوْلِ امْرَأَةٍ لَا نَدْرِي لَعَلَّهَا حَفِظَتْ أَوْ نَسِيَتْ لَهَا السُّكْنٰى وَالنَّفَقَةُ، قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ

(صحیح مسلم باب المطلقة ثلاثا لا نفقة لها)

ترجمہ: ہم ایک عورت کی روایت کی وجہ سے قرآن کریم اور سنت رسول کو نہیں چھوڑ سکتے، ہمیں نہیں معلوم کہ اس صحابیہ کو یہ مسئلہ یاد رہا ہے یا وہ بھول گئی ہیں۔ اس مطلقہ عورت کے لیے نان و نفقہ بھی ہو گا اور رہائش بھی ہو گی۔ اللہ پاک فرماتے ہیں: نہ تو تم ان مطلقہ عورتوں کو ان کے گھروں سے نکالو اور نہ ہی وہ خود نکلیں ہاں اگر وہ کوئی کھلی بے حیائی کریں {تو الگ بات ہے}۔

تنبیہ:

اگر حدیث مبارک قرآن کریم کی آیت سے ٹکرا جائے تو اس کو چھوڑنے کی بجائے تطبیق کی کوشش کرنی چاہئے۔ اگر تطبیق ممکن ہو تو ٹھیک وگرنہ قرآن کریم کو لیا جائے گا اور خبر واحد کو چھوڑ دیا جائے گا۔

امام نظام الدین اسحاق بن ابراہیم الشاشی رحمہ اللہ (ت 325ھ) فرماتے ہیں:

"فَإِنْ قَابَلَه خَبَرُ الوَاحِدِ أو القِيَاسُ فإِنْ أَمْكَنَ الجَمْعُ بَيْنَهُمَا بِدُوْنِ تَغْيِيْرٍ فِى حُكْمِ الخَاصِّ يُعْمَلُ بِهِمَا وإِلا يُعْمَلُ بِالكِتَابِ ويُتْرَكُ مَا يُقَابِلُه"

(اصول الشاشی: بحث الخاص والعام)

ترجمہ: اگر کتاب اللہ کے خاص کے مقابلہ میں خبر واحد یا قیاس آجائے تو اگر دونوں میں اس طرح تطبیق ممکن ہو کہ کتاب اللہ کے خاص میں تبدیلی نہ ہو تو دونوں پر عمل کیا جائے گا اور اگر تطبیق ممکن نہ ہو تو پھر کتاب اللہ پر عمل کیا جائے گا اور خبر واحد یا قیاس کو چھوڑ دیا جائے گا۔

مثال نمبر 1:

1: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "رَأَيْتُ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ.

(الخصائص الکبریٰ للسیوطی: ج1 ص267)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔

2: عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: .... وَفُتِحَ لِيْ بَابٌ مِنْ أَبْوَابِ السَّمَآءِ وَرَأَيْتُ النُّوْرَ الْأَعْظَمَ.

(مسند البزار: ج14 ص10 رقم الحدیث 7389)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ (طویل حدیث معراج نقل کرتے ہوئے) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے لیے آسمان کے دروازے کھولے گئے اور میں نے (آگے جا کر) نورِ اعظم (اللہ تعالیٰ کے نور) کو دیکھا ہے۔

3: عَنْ أَنَسٍ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَبَّهٗ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى.

(مسند البزار: ج13 ص426 رقم الحدیث 7165)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب تبارک وتعالیٰ کو دیکھا ہے۔

ان احادیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ پاک کا دیدار کیا ہے۔

اس پر سوال ہوتا ہے کہ یہ عقیدہ قرآن مجید کے خلاف ہے۔

﴿لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ﴾ (سورۃ الانعام: 103)

ترجمہ: آنکھیں اس (اللہ) کا احاطہ نہیں کر سکتیں اور وہ آنکھوں کا احاطہ کرتا ہے۔

جواب: احادیث میں جو رؤیت ثابت ہے وہ "رؤیت بدون الاحاطہ" ہے یعنی دیدار باری تعالیٰ تو ہو گا لیکن حق تعالیٰ شانہ کی ذات اور صفات کے کلی احاطہ کے بغیر ہو گا اور آیت میں جس رؤیت کی نفی ہے وہ "رؤیت بالاحاطہ" ہے یعنی باری تعالیٰ کو ذات وصفات کے احاطہ کے ساتھ دیکھنا ممکن نہیں ہے۔

امام فخر الدین ابو عبد اللہ محمد بن عمر بن الحسین الرازی الشافعی (ت606ھ) لکھتے ہیں:

اَلْمَرْئِيُّ إِذَا كَانَ لَهُ حَدٌّ وَنِهَايَةٌ وَأَدْرَكَهُ الْبَصَرُ بِجَمِيْعِ حُدُوْدِهِ وَجَوَانِبِهِ وَنِهَايَاتِهِ صَارَ كَأَنَّ ذٰلِكَ الْإِبْصَارَ أَحَاطَ بِهِ فَتُسَمّٰى هٰذِهِ الرُّؤْيَةُ إِدْرَاكًا أَمَّا إِذَا لَمْ يُحِطِ الْبَصَرُ بِجَوَانِبِ الْمَرْئِيِّ لَمْ تُسَمَّ تِلْكَ الرُّؤْيَةُ إِدْرَاكًا فَالْحَاصِلُ أَنَّ الرُّؤْيَةَ جِنْسٌ تَحْتَهَا نَوْعَانِ: رُؤْيَةٌ مَعَ الْإِحَاطَةِ وَرُؤْيَةٌ لَا مَعَ الْإِحَاطَةِ وَالرُّؤْيَةُ مَعَ الْإِحَاطَةِ هِيَ الْمُسَمَّاةُ بِالْإِدْرَاكِ فَنَفْيُ الْإِدْرَاكِ يُفِيْدُ نَفْيَ نَوْعٍ وَاحِدٍ مِنْ نَوْعَيِ الرُّؤْيَةِ وَنَفْيُ النَّوْعِ لَا يُوجِبُ نَفْيَ الْجِنْسِ فَلَمْ يَلْزَمْ مِنْ نَفْيِ الْإِدْرَاكِ عَنِ اللهِ تَعَالٰى نَفْيُ الرُّؤْيَةِ عَنِ اللهِ تَعَالٰى.

(التفسیر الکبیر: ج13 ص104 تحت تفسیر سورۃ الانعام)

ترجمہ: دیکھی جانے والی چیز کی جب حد اور انتہاء ہو اور دیکھنے والی نظر تمام حدود، اطراف اور انتہاؤں کو گھیر لے تو گویا اس نظر نے اس چیز کو گھیر لیا۔ اس دیکھنے کو "ادراک" کہا جاتا ہے، لیکن جب نظر؛ دیکھی جانے والی چیز کے اطراف کا احاطہ نہ کرے تو اس دیکھنے کا نام ادراک نہیں ہوتا۔ خلاصہ یہ ہے کہ دیکھنا ایک جنس ہے جس کے نیچے دو انواع ہیں، ایک دیکھنا احاطے کے ساتھ اور دوسرا دیکھنا بلا احاطہ کئے، صرف احاطے والے دیکھنے کو "ادراک" کہا جاتا ہے۔ اس لیے ادراک کی نفی سے دیکھنے کی ایک قسم کی نفی ثابت ہوئی اور ایک نوع کی نفی سے جنس کی نفی نہیں ہوتی۔ لہذا اللہ کے ادراک کی نفی سے اللہ کے دیکھنے کی نفی لازم نہیں آتی۔

تو اس آیت میں "ادراک" کی نفی ہے، "رؤیت" کی نفی نہیں ہے۔

مثال نمبر2:

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَام وَالْعَبَّاسَ أَتَيَا أَبَا بَكْرٍ يَلْتَمِسَانِ مِيْرَاثَهُمَا أَرْضَهُ مِنْ فَدَكٍ وَسَهْمَهُ مِنْ خَيْبَرَ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ فِي هَذَا الْمَالِ وَاللّٰهِ لَقَرَابَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَصِلَ مِنْ قَرَابَتِي

(صحيح البخاري، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم لا نورث ما تركنا صدقة: رقم الحديث: 4035)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہ اور عباس رضی اللہ عنہما سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آئے، فدک کی آمدنی اور خیبر کے خمس کی میراث کا مطالبہ کیا۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا: کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا: کہ ہم انبیاء کرام کی وراثت جاری نہیں ہوتی۔ جو کچھ چھوڑ کر ہم جاتے ہیں، وہ صدقہ ہوتا ہے۔ پھر ابو بکر صدیق نے آلِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل مالی کفالت کے بارے میں فرمایا: کہ مذکورہ بالا اَموال میں سے آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً کھاتے پیتے رہیں گے۔ اور اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت مجھے اپنی قرابت سے زیادہ محبوب ہے۔

اس حدیث مبارک سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی مالی وراثت تقسیم نہیں ہوتی۔

سوال:

قرآن کریم میں مختلف انبیاء علیہم السلام کی وراثت تقسیم ہونے کا ذکر ہے، جیسا کہ حضرت زکریا علیہ السلام کی دعا ہے:

1۔يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنۡ آلِ يَعۡقُوبَ وَاجۡعَلۡهُ رَبِّ رَضِيّاً

(سورۃ مریم: آیت 6)

ترجمہ: (اے اللہ مجھے بیٹا عطا فرما) جو میرا بھی وارث ہو اور یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے بھی میراث پائے اور اے اللہ اسے اپنا پسندیدہ بھی بنانا۔

2-وَوَرِثَ سُلَيۡمٰنُ دَاوٗدَ وَقَالَ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمۡنَا مَنۡطِقَ الطَّيۡرِ وَ اُوۡتِيۡنَا مِنۡ كُلِّ شَىۡءٍ ؕ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الۡفَضۡلُ الۡمُبِيۡنُ

(سورۃ النمل: آیت 16)

ترجمہ: اور سلیمان کو داؤد کی وراثت ملی اور انہوں نے کہا: اے لوگو! ہمیں پرندوں کی بولی سکھائی گئی ہے اور ہمیں ہر (ضرورت کی) چیز عطا کی گئی ہے۔ یقینا یہ (اللہ تعالی کا) واضح فضل ہے۔

جواب:

ہم قرآن اور حدیث میں تطبیق دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان آیات میں انبیاء علیہم السلام کی وراثت علمی مراد ہے اور حدیث مبارک میں جس وراثت کی نفی ہے وہ وراثت مالی ہے۔

2: خبر واحد سنت مشہورہ، متواترہ کے خلاف ہو:

امام ابو بکر احمد بن علی الجصاص الرازی رحمہ اللہ (ت 370ھ) فرماتے ہیں:

فَمِنَ الْعِلَلِ الَّتِي يَرُدُّهَا أَخْبَارُ الْآحَادِ عِنْدَ أَصْحَابِنَا : مَا قَالَهُ عِيسَى بْنُ أَبَانَ : ذَكَرَ أَنَّ خَبَرَ الْوَاحِدِ يُرَدُّ لِمُعَارَضَةِ السُّنَّةِ الثَّابِتَةِ إِيَّاهُ

(الفصول فی الاصول: بَابُ الْقَوْلِ فِي قَبُولِ شَرَائِطِ أَخْبَارِ الْآحَادِ)

ترجمہ: احناف کے ہاں جن علتوں کی وجہ سے خبر واحد کو چھوڑ دیا جاتا ہے ان میں سے ایک وہ ہے جسے امام عیسی بن ابان رحمہ اللہ نے بیان فرمایا کہ خبر واحد جب سنت مشہورہ کے خلاف ہو تو خبر واحد کو چھوڑ دیا جائے گا۔

امام ابو بکر محمد بن ابی سہل السرخسی رحمہ اللہ (ت 483ھ) فرماتے ہیں:

"و كذلِكَ الغَرِيْبُ مِنْ أَخْبَارِ الآحَادِ إِذَا خَالَفَ السُنَّةَ المَشْهُوْرَةَ فَهُوَ مُنْقَطِعٌ فى حُكْمِ العَمَلِ بِه لأنَّ مَا يَكُوْنُ مُتَوَاتِرًا مِن السُنَّةِ أو مُسْتَفِيْضًا أو مُجْمَعًا عَلَيْهِ فَهُوَ بِمَنْزِلَةِ الكِتَابِ فى ثُبُوْتِ عِلْمِ اليَقِيْنِ بِه، وَمَا فِيْهِ شِبْهَةٌ فَهُوَ مَرْدُوْدٌ فى مُقَابَلَةِ اليَقِيْنِ"

(اصول سرخسی: ج 1 ص 366)

ترجمہ: اخبار احاد میں سے خبر غریب جب سنت مشہورہ کے خلاف ہو تو خبر واحد پر عمل نہیں کیا جائے گا اس لئے کہ جو حدیث متواتر، مستفیض ہو یا اس کے متن پر اجماع ہو تو وہ مفید علم یقینی ہونے میں کتاب اللہ کی طرح ہے اور یقین کے مقابلہ میں جس روایت میں شبہ ہو وہ متر ک ہے۔

امام نظام الدین اسحاق بن ابراہیم شاشی رحمہ اللہ (ت 325ھ) فرماتے ہیں:

"شَرْطُ العَمَلِ بِخَبَرِ الوَاحِدِ أَلَّا يَكُوْنَ مُخَالِفًا لِلْكِتَابِ والسُنَّةِ المَشْهُوْرَةِ"

(اصول الشاشی: بحث شرط العمل بخبر الواحد)

ترجمہ: خبر واحد پر عمل کرنے کی شرط یہ ہے کہ وہ قرآن کریم یا سنت مشہورہ کے خلاف نہ ہو۔

مثال 1:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ -صلی اللہ علیہ وسلم قَضٰى بِيَمِينٍ وَشَاهِدٍ

(سنن ابی داود: باب القضاء)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گواہ اور قسم کی بنیاد پر فیصلہ فرمایا

۔

یہ حدیث مبارک خبر واحد ہے اور حدیث مشہور کے خلاف ہے۔

اور وہ حدیث مشہور یہ ہے:

اَلْبَيِّنَةُ عَلَى اَلْمُدَّعِي, وَالْيَمِينُ عَلَى مَنْ أَنْكَرَ،

(موطا امام محمد: ج3 ص35 باب القسامۃ)

ترجمہ: مدعی کے ذمہ گواہ اور مدعیٰ علیہ کے ذمہ قسم اٹھانا ہے۔

یہاں خبر مشہور کو لیا جائے گا اور خبر واحد کو چھوڑ دیا جائے گا۔

مثال 2:

عَنْ أُبَيِّ بْنِ عُمَارَةَ وَ صَلّٰى مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَارَةَ الْقِبْلَتَيْنِ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ أَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ يَوْمًا يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ نَعَمْ وَيَوْمَيْنِ. قَالَ وَيَوْمَيْنِ يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ نَعَمْ وَثَلَاثًا. قَالَ وَثَلَاثًا يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ نَعَمْ. حَتّٰى بَلَغَ سَبْعًا ثُمَّ قَالَ امْسَحْ مَا بَدَا لَكَ

(شرح معانی الآثار: باب المسح علی الخفین کم وقتہ للمقیم والمسافر)

ترجمہ: حضرت ابی بن عمارہ رضی اللہ عنہ جنہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیت اللہ اور بیت المقدس دونوں طرف رخ کر کے نماز پڑھی ہے ان سے روایت ہے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں موزوں پر مسح کر سکتا ہوں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جی بالکل کر سکتے ہو۔ حضرت ابی بن عمارہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ایک دن مسح کر سکتا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جی ایک دن بلکہ دو دن بھی کر سکتے ہو۔ حضرت ابی بن عمارہ نے عرض کیا یا رسول اللہ دو دن بھی مسح کر سکتا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جی دو دن بلکہ تین دن بھی کر سکتے ہو۔ حضرت ابی نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ تین دن بھی مسح کر سکتا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جی ہاں۔ وہ سوال کرتے رہے حضور جواب دیتے رہے یہاں تک کہ سات دن تک مسح کرنے کا سوال کیا، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنے دن جی چاہے مسح کر سکتے ہو۔

اس حدیث مبارک سے معلوم ہوتا ہے کہ موزوں پر مسح کرنے کی کوئی مدت متعین نہیں ہے۔

جبکہ احادیث متواترہ سے مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات اور مسافر کے لئے تین دن اور تین راتوں تک مسح کرنے کا جواز معلوم ہوتا ہے۔

عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ: أَتَيْتُ عَائِشَةَ أَسْأَلُهَا عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَتْ: عَلَيْكَ بِابْنِ أَبِي طَالِبٍ فَسَلْهُ فَإِنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ: جَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ، وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمُقِيمِ

(صحیح مسلم: باب التوقیت فی المسح علی الخفین)

ترجمہ: حضرت شریح بن ہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا اور موزوں پر مسح کے بارے میں سوال کیا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آپ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو کیونکہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ہم نے حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں پر مسح کرنے کی مدت مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں جبکہ مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات متعین فرمائی ہے۔

امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ (ت 321ھ) ایسی احادیث نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

فَهٰذِهِ الآثَارُ قَدْ تَوَاتَرَتْ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه و سلم بِالتَّوْقِيْتِ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثَةُ أيام وَلَيَالِيْهَا وَلِلْمُقِيْمِ يَوْم وَلَيْلَة فَلَيْسَ يَنْبَغِيْ لأحد أن يَتْرُكَ مِثْلَ هٰذِهِ الآثَارِ الْمُتَوَاتِرَةِ إلى مِثْلِ حَدِيْثِ أُبَيِّ بنِ عُمَارَةَ

(شرح معانی الآثار: باب المسح علی الخفین کم وقتہ للمقیم والمسافر)

ترجمہ: یہ احادیث و آثار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تواتر کے ساتھ منقول ہیں جن میں موزوں پر مسح کرنے کی مدت مسافر کے لئے تین دن اور تین رات جبکہ مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات مقرر ہے، لہذا کسی کے لئے مناسب نہیں کہ وہ ان جیسی متواتر احادیث کو چھوڑ کر حضرت ابی بن عمارہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث پر عمل کرے۔

3: حدیث مبارک اجماع کے خلاف ہو:

امام ابو بکر احمد بن علی الرازی الجصاص رحمہ اللہ (ت 370ھ) فرماتے ہیں:

وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَرَى خَبَرَ الْوَاحِدِ مُقَدَّمًا عَلَى الْإِجْمَاعِ بَلْ الْإِجْمَاعُ أَوْلَى مِنْ خَبَرِ الْوَاحِدِ عِنْدَ الْجَمِيعِ وَيَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ أَنَّ خَبَرَ الْوَاحِدِ يُرَدُّ بِالْإِجْمَاعِ وَلَا يُرَدُّ الْإِجْمَاعُ بِخَبَرِ الْوَاحِدِ.

(الفصول فی الاصول: باب تخصیص العموم بالخبر)

ترجمہ: اہل علم میں سے کسی کا یہ نظریہ نہیں کہ خبر واحد کو اجماع پر ترجیح ہو گی بلکہ سب کے ہاں اجماع خبر واحد پر راجح ہے، خبر واحد اور اجماع میں تعارض کی صورت میں خبر واحد کو چھوڑا جائے گا اجماع کو نہیں۔

فائدہ:

اگر خبر واحد اور اجماع امت میں بظاہر تعارض ہو جائے تو تطبیق کی کوشش کریں گے اگر تطبیق ہو جائے تو ٹھیک ورنہ خبر واحد کو ترک کر دیں گے۔

مثال:

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ كَانَ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ إِنَّمَا نَسَمَةُ الْمُؤْمِنِ طَائِرٌ يَعْلُقُ فِي شَجَرِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَرْجِعَهُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِلَى جَسَدِهِ يَوْمَ يَبْعَثُهُ

(مسند احمد: رقم الحدیث 15778)

ترجمہ: حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مومن کی روح ایک پرندے کی صورت میں جنت کے درخت سے لٹکی رہتی ہے اللہ پاک قیامت کے دن اسے جسم کی طرف لوٹائیں گے۔

اس حدیث مبارک سے معلوم ہوتا ہے کہ موت کے بعد اور قیامت سے پہلے روح اور جسم کا تعلق نہیں ہوتا۔

جبکہ اجماع امت سے یہ بات ثابت ہے کہ موت کے بعد، قیامت سے پہلے روح اور جسم کا تعلق حیات ہوتا ہے۔

امام محمد بن احمد بن ابو بکر بن فرخ انصاری قرطبی رحمہ اللہ ت 671ھ) فرماتے ہیں:

اَلْإِيْمَانُ بِعَذَابِ الْقَبْرِ وَ فِتْنَتِهِ وَاجِبٌ وَ التَّصْدِيْقُ بِهِ لَازِمٌ حَسْبَ مَا أَخْبَرَ بِهِ الصَّادِقُ وَ أَنَّ اللهَ تَعَالَى يُحْيِي الْعَبْدَ الْمُكَلَّفَ فِي قبرِهِ بِرَدِّ الحياةِ إِلَيهِ و يجعله مِنَ الْعَقْلِ فِي مِثْلِ الْوَصْفِ الَّذِيْ عَاشَ عَلَيْهِ لِيَعْقِلَ مَا يُسْأَلُ عَنْهُ وَ مَا يُجِيْبُ بِهٖ وَ يَفْهَمُ مَا أَتَاهُ مِنْ رَبِّهٖ وَ مَا أُعِدَّ لَهُ فِي قَبْرِهٖ مِنْ كَرَامَةٍ أَوْ هَوَانٍ وَ بِهٰذَا نَطَقَتِ الْأَخْبَارُ عَنِ النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ و عَلٰى آلِهٖ آنَاءَ اللَّيْلِ وَ أَطْرَافَ النَّهَارِ وَ هٰذَا مَذْهَبُ أَهْلِ السُّنَّةِ وَ الَّذِيْ عَلَيْهِ الْجَمَاعَةُ مِنْ أَهْلِ الْمِلَّةِ وَ لَمْ تَفْهَمِ الصَّحَابَةُ الَّذِيْنَ نَزَلَ الْقُرْآنُ بِلِسَانِهِمْ وَ لُغَتِهِمْ مِنْ نَبِيِّهِمْ عَلَيْهِ السَّلَامُ غَيْرَ مَا ذَكَرْنَا وَ كَذٰلِكَ التَّابِعُوْنَ بَعْدَهُمْ إِلٰى هَلُمَّ جَرًّا

(التذکرۃ فی احوال الموتی وامور الآخرۃ: ج 1 ص 137 عنوان الرد علی الملحدۃ)

ترجمہ: قبر کے ثواب وعذاب کو ماننا اور حضور علیہ السلام کی بتائی ہوئی تصریحات کے مطابق قبر کے احوال کی تصدیق کرنا ضروری ہے بے شک اللہ تعالیٰ مکلف آدمی کی طرف روح لوٹا کے قبر میں حیات عطا فرماتے ہیں اور انسان جس حالت میں دنیا کی زندگی گزار کے جاتا ہے اللہ تعالی اسی کے مطابق قبر میں اسے عقل عطا فرماتے ہیں تاکہ اپنے رب کی طرف سے آنے والے ملائکہ کے سوال وجواب کو سمجھے اور جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے قبر میں عزت وذلت {ثواب وعذاب} تیار کی ہے اسے سمجھے اس عقیدہ پہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث موجود ہیں اور اہل السنت والجماعت کا یہی عقیدہ ہے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین جن کی زبان میں قرآن نازل ہوا اور جنہوں نے قرآن براہ راست رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سمجھا انہوں نے بھی قرآن وصاحب قرآن سے یہی عقیدہ سمجھا اسی طرح تابعین سے لیکر ہمارے دور تک اسلاف امت کا بھی یہی عقیدہ رہا ہے۔

سلطان المحدثین نور الدین علی بن سلطان المعروف ملا علی قاری رحمہ اللہ (ت 1014ھ) فرماتے ہیں:

وَاعْلَمْ اَنَّ اَهْلَ الْحَقِّ اِتَّفَقُوْا عَلٰى اَنَّ اللهَ يَخْلُقُ فِي الْمَيِّتِ نَوْعَ حَيٰوةٍ فِي الْقَبْرِ قَدْرَ مَا يَتَأَلَّمُ وَيَتَلَذَّذُ

(شرح الفقہ الاکبر: ص 121)

ترجمہ: اہل حق کا اس بات پہ اتفاق ہے کہ اللہ تعالی مرنے والے کو اتنی حیات عطا فرماتا ہے کہ اگر نیک ہو تو ثواب اور اگر بدکار ہو تو عذاب کو محسوس کرتا ہے۔

تطبیق:

سلطان المحدثین نور الدین علی بن سلطان المعروف ملا علی قاری رحمہ اللہ (ت 1014ھ) علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (ت 911ھ) کے حوالے سے حدیث مبارک اور اجماع امت میں تطبیق دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"حَتّٰى يَرْجِعَهُ اللهُ فِي جَسَدِهٖ أَيْ يَرُدَّهٗ إِلَيْهِ رَدًّا كَامِلًا فِي بَدَنِهٖ يَوْمَ بَعْثِهٖ"

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح: باب مایقال عند من حضرہ الموت)

ترجمہ: اللہ پاک روح کو مکمل طور پر جسم کی طرف قیامت کے دن لوٹائیں گے۔

4: خبر واحد قواعد کلیہ کے خلاف ہو:

حدیث مبارک کے مقبول ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ قرآن وسنت سے مستنبط شدہ قواعد کے منافی نہ ہو۔

شیخ محمد زاھد الکوثری رحمہ اللہ (ت 1371ھ) فرماتے ہیں:

"وَمِنْ شُرُوْطِ قُبُوْلِ الأَخْبَارِ عِنْدَ الحَنَفِيَّةِ مُسْنَدَةً كَانَتْ أَوْ مُرْسَلَةً أَلَّا تَشُذَّ عَنِ الأُصُوْلِ الْمُجْتَمَعَةِ عِنْدَهُمْ"

(فقہ اھل العراق وحدیثھم: ص34)

ترجمہ: خبر واحد مسند ہو یا مرسل احناف کے ہاں اس کی قبولیت کی ایک شرط یہ ہے کہ وہ قواعد کلیہ کے خلاف نہ ہو۔

مثال:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قال قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اشْتَرَى غَنَمًا مُصَرَّاةً فَاحْتَلَبَهَا فَإِنْ رَضِيَهَا أَمْسَكَهَا وَإِنْ سَخِطَهَا فَفِي حَلْبَتِهَا صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ

(صحیح البخاری: باب إِنْ شَاءَ رَدَّ الْمُصَرَّاةَ وَفِي حَلْبَتِهَا صَاعٌ مِنْ تَمْرٍ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے "مصراۃ" بکری خریدی اور اس کا دودھ نکالا تو اسے دو اختیار ہیں اگر اس بیع پر راضی ہے تو اسے اپنے پاس رکھ لے اور اگر راضی نہیں تو بکری واپس کرے اور دودھ کے بدلے ایک صاع کھجور بھی دے۔

یہ حدیث قواعد کلیہ کے منافی ہے وہ اس طرح کہ قرآن کریم میں ہے "فَمَنِ اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ"

(سورۃ البقرہ: آیت 194)

ترجمہ: جس طرح آپ کے ساتھ کوئی زیادتی کرے تو آپ اسی کے بقدر بدلہ لے سکتے ہیں۔

اسی طرح حدیث مبارک میں ہے " عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخَرَاجُ بِالضَّمَانِ"

(شرح معانی الآثار: باب بیع المصراۃ)

ترجمہ: کسی چیز کا نفع ضمان کی وجہ سے ہوتا ہے۔

یعنی کسی چیز کے ضائع ہونے کی صورت میں جس شخص پر ضمان آتی ہے اس چیز کے منافع بھی اسی آدمی کے لئے ہوتے ہیں۔

چنانچہ اگر یہ بکری مشتری کے پاس ہلاک ہو جاتی تو اس کا ضمان مشتری پر آتا۔ لہذا اس دوران بکری کے منافع دودھ وغیرہ بھی اسی کا ہوگا جب دودھ مشتری کے لئے تھا تو بکری واپس کرنے کی صورت میں اس پر ایک صاع کھجور لازم نہیں ہوگا۔

تنبیہ:

قواعد کلیہ کو کبھی "قیاس الاصول" سے تعبیر کر دیا جاتا ہے جس سے مراد قرآن وسنت سے مستنبط شدہ قواعد ہیں نہ کہ قیاس شرعی جو ادلہ اربعہ میں سے چوتھی دلیل ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس کے مقابلہ میں خبر واحد آجائے تو قیاس الاصول کو لیا جائے گا خبر واحد کو چھوڑ

دیا جائے گا۔ اگر خبر واحد قیاس شرعی کے مقابلہ میں آجائے تو اس صورت میں خبر واحد کو ترجیح ہو گی۔

5 مسئلہ عموم بلویٰ کا ہو:

اگر کوئی چیز ایسی ہو جس کی ضرورت ہر خاص و عام کو ہو، جس کو کرنا ضروری ہو مگر وہ لوگوں میں مشہور نہ ہو بلکہ وہ خبر واحد سے ثابت ہو تو اس میں مناسب تاویل کریں گے، یا منسوخ سمجھیں گے یا اس کو کسی راوی کا وہم سمجھیں گے۔

اسی طرح اگر کوئی چیز لوگوں میں اتنی متعارف اور معمول بہا ہو جائے کہ تمام لوگ اس کو اختیار کرنے پر مجبور ہو جائیں اور خبر واحد اس کے خلاف آجائے تو عمومِ بلویٰ کی وجہ سے خبر واحد کو معمول بہا نہیں سمجھیں گے بلکہ عموم بلوی کی وجہ سے رخصت دی جائے گی۔

امام نظام الدین شاشی رحمہ اللہ (ت 325ھ) فرماتے ہیں:

"خَبَرُ الوَاحِدِ إِذَا خَرَجَ مُخَالِفًا للظَاهِرِ لا يُعْمَلُ بِه ومِنْ صُوَرِ مُخَالَفَةِ الظَاهِرِ عَدَمُ اشْتِهَارِ الخَبَرِ فِيمَا يَعُمُّ بِه البَلْوى فى الصَدْرِ الأَوَّلِ والثَانِي، لأَنَّهُمْ لا يُتَّهَمُوْنَ بالتَقْصِيْرِ فى مُتَابَعَةِ السُنَّةِ، فإِذَا لَمْ يَشْتَهِرْ الخَبَرُ مَعَ شِدَّةِ الحَاجَةِ وعُمُوْمِ البَلْوى كَانَ ذٰلِكَ عَلَامَةَ عَدَمِ صِحَّتِه"

(اصول الشاشی: بحث خبر الواحد)

ترجمہ: جب خبر واحد ظاہر حال کے خلاف ہو تو اس پر عمل نہیں کیا جائے گا جس کی ایک صورت یہ ہے کہ خبر واحد عموم بلوی سے متعلق ہو لیکن قرن صحابہ و تابعین میں مشہور نہ ہو۔ اس لئے کہ ان حضرات کے بارے یہ نہیں سوچا جا سکتا کہ وہ سنت کی اتباع میں کوتاہی کرتے تھے، جب خبر واحد ضرورت شدیدہ اور عموم بلوی کے باوجود مشہور نہیں ہوئی تو یہ اس کے غیر صحیح ہونے کی دلیل ہے۔

امام ابو بکر احمد بن علی الرازی الجصاص رحمہ اللہ (ت 370ھ) فرماتے ہیں:

"ولِذٰلِكَ قَالَ أَصْحَابُنَا مَا كَانَ مِنْ أَحْكَامِ الشَرِيْعَةِ بِالنَّاسِ حَاجَةٌ إِلى مَعْرِفَتِه فَسَبِيْلُ ثُبُوْتِه الإِسْتِفَاضَةُ والخَبَرُ المُوْجِبُ لِلْعِلْمِ وَغَيْرُ جَائِزٍ إِثْبَاتُ مِثْلِه بِأَخْبَارِ الآحَادِ"

(احکام القرآن: تحت الآیۃ فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ)

ترجمہ: حضرات احناف کا موقف یہ ہے کہ شریعت کے وہ احکام جن کی ضرورت ہر کسی کو ہو اس کے ثبوت کے لئے اس کا مشہور ہونا ضروری ہے اس طرح کی چیزوں کا خبر واحد سے ثابت کرنا درست نہیں۔

امام زین الدین بن ابراہیم المعروف ابن نجیم الحنفی رحمہ اللہ (ت 970ھ) فرماتے ہیں:

"وَخَبَرُ الْوَاحِدِ إِذَا وَرَدَ فِيمَا تَعُمُّ بِه الْبَلْوىٰ لَا يُقْبَلُ إِذْ لَوْ كَانَ صَحِيْحًا لَاشْتَهَرَ نَقْلُه فِيمَا عَمَّ بِهِ البَلْوىٰ"

(البحر الرائق شرح کنز الدقائق: باب الجنایات)

ترجمہ: خبر واحد جب عموم بلوی سے متعلق آجائے تو وہ مقبول نہیں اس لئے کہ اگر وہ صحیح ثابت ہوتی تو عموم بلوی میں شہرت کی حامل ہوتی۔

مثال:

"عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلَّمَ قَرَأَ على الجَنَازَةِ بِفَاتِحَةِ الكِتَابِ"

(سنن ابن ماجہ؛ص108 باب ماجاء فی القرآۃ علی الجنازۃ)

ترجمہ:حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ میں سورۃ الفاتحہ کی تلاوت فرمائی۔

اسی طرح جنازہ اٹھانے والوں پر وضو کا فرض ہونا، مسئلہ عموم بلوی کا ہے لیکن نقل کرنے والے افراد کم ہیں۔

6:صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عدم استدلال:

اگر حدیث مبارک میں ایسا مسئلہ مذکور ہے جو مسئلہ قرون اولیٰ یعنی دور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں زیر بحث آیا ہو لیکن اس حدیث کو یا تو کسی نے بھی دلیل اور تائید نہ بتایا ہو۔ بلکہ اپنے قیاس، اجتہاد اور دیگر دلائل کی جانب رجوع کیا یا انہوں نے اس روایت کے معارض دوسری چیز پر اتفاق کر لیا ہو، تو پھر یا اس حدیث میں مناسب مقام تاویل کریں گے یا اس کو چھوڑ دیں گے۔

شمس الائمہ امام ابو بکر محمد بن ابی سہل السرخسی رحمہ اللہ (ت 483ھ) فرماتے ہیں:

"فِإذَا ظَهَرَ مِنْهُمْ الإخْتِلَافُ فِي الحُكْمِ وَجَرَتْ المُحَاجَّةُ بَيْنَهُمْ فِيهِ بِالرَّأيِ وَالرَّأىُ لَيْسَ بِحُجَّةٍ مَعَ ثُبُوْتِ الخَبَرِ. فَلَوْ كَانَ الخَبَرُ صَحِيْحًا لَاحْتَجَّ بِهِ بَعْضُهُمْ عَلى بَعْضٍ ... فَكَانَ إعْرَاضُ الكُلِّ عَنْ الإحْتِجَاجِ بِهِ دَلِيْلًا ظَاهِرًا عَلَى أَنَّهُ سَهْوٌ مِمَّنْ رَوَاهُ بَعْدَهُمْ أو هُوَ مَنْسُوْخٌ"

(اصول السرخسی:ج1ص369)

ترجمہ:صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا کسی مسئلہ میں اختلاف، بحث مباحثہ ہو اور وہ اس میں خبر واحد کی بجائے رائے کو دلیل بنائیں حالانکہ خبر واحد جب ثابت ہو تو رائے مقبول نہیں ہوتی {تو یہ اس کے غیر مقبول ہونے کی دلیل ہے} اس لئے کہ اگر خبر واحد صحیح ہوتی تو صحابہ کرام اسی کو دلیل بناتے۔ تمام صحابہ کرام کا خبر واحد سے استدلال کرنے سے اعراض کرنا یہ یا تو اس کے منسوخ ہونے کی یا راوی کے سہو کی دلیل ہے۔

مثال:

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم قَالَ أَلاَ مَنْ وَلِىَ يَتِيمًا لَهُ مَالٌ فَلْيَتَّجِرْ لَهُ فِيهِ وَلاَ يَتْرُكْهُ تَأْكُلُهُ الزَّكَاةُ

(السنن الکبریٰ بیہقی:ج4ص107رقم:7589)

ترجمہ:حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم میں سے جو شخص کسی یتیم کا سرپرست ہو اور یتیم کے پاس مال بھی ہو تو سرپرست اس مال کو ویسے ہی نہ رکھ دے بلکہ اس کو چاہئے کہ وہ یتیم کے مال سے کاروبار کرے کہیں ایسا نہ ہو کہ زکوۃ اس مال کو ختم کر دے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بچے کے مال میں زکوۃ کے متعلق اختلاف ہوا حضرت عمر، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہما وجوب اور حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما عدم وجوب کے قائل تھے۔ لیکن کسی نے اس روایت سے استدلال نہیں کیا جو اس بات کی دلیل ہے کہ اس میں کوئی ایسی کمی (انقطاع) پائی جاتی ہے جس کی وجہ سے اس کو قابل عمل نہیں سمجھا گیا۔

فائدہ:

عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ

عمرو بن شعیب بن محمد بن عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم۔ ان میں آخری دو صحابی ہیں۔ اور جدہ کی ضمیر کے مرجع میں دو احتمال ہیں۔

1. اس کا مرجع عمرو ہے اور جدہ سے مراد عمرو کا دادا محمد ہے اس صورت میں روایت مرسل ہو گی۔
2. اس کا مرجع شعیب ہے اور جدہ سے مراد شعیب کا دادا عبد اللہ ہے اس صورت میں حدیث متصل ہو گی۔

ان میں سے دوسرا احتمال راجح ہے اس لئے کہ سنن نسائی میں اس کی صراحت موجود ہے۔ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عبد اللہ۔

فصل نمبر 9

احادیث متعارضہ اور اس کا حل

تطبیق	نسخ	ترجیح

فائدہ: تعارض کی وجوہ:

احادیث مبارکہ میں حقیقی تعارض کبھی بھی نہیں ہوتا، البتہ کبھی ایک مسئلہ کے بارے میں روایات میں بظاہر تعارض ہو جاتا ہے۔ اور اس تعارض کی کئی وجہیں ہو سکتی ہیں۔

1. بسا اوقات احادیث مبارکہ کے ذریعے ایک حکم دیا جاتا ہے جسے ایک صحابی محفوظ کر لیتا ہے کچھ عرصہ بعد حکم میں تبدیلی ہو جاتی ہے جس کا علم پہلے صحابی کو نہیں ہوتا۔ یوں دونوں حکم امت میں منتقل ہو جاتے ہیں۔
2. کبھی تعارض کی وجہ صحابی کا قُرب یا بُعد ہوتا ہے، یعنی ایک صحابی قریب سے کسی چیز کو دیکھتا ہے اور دوسرا دور سے دیکھتا ہے۔
3. بسا اوقات ایک حدیث میں اصول اور قانون ہوتا ہے اور دوسری حدیث میں کسی صحابی کی خصوصیت مذکور ہوتی ہے۔ اور ان دونوں میں بظاہر تعارض ہو جاتا ہے۔
4. ظاہری تعارض کی ایک وجہ حالات اور شخصیات کا مختلف ہونا بھی ہے۔ یعنی سوال ایک ہی ہوتا ہے لیکن سائل کی ضرورت یا وقت کی ضرورت کے پیش نظر اس کے جوابات مختلف ہو جاتے ہیں۔
5. ظاہری تعارض کی ایک وجہ تفصیل واختصار بھی ہوتا ہے۔ ایک حدیث مبارک میں ایک بات تفصیل سے مذکور ہوتی ہے جبکہ دوسری حدیث میں اسے مختصراً بیان کر دیا جاتا ہے۔

ان کے علاوہ اور بھی کئی وجہیں ہو سکتی ہیں جن کی بنیاد پر احادیث میں ظاہری تعارض نظر آتا ہے۔

ایسے موقع پر ان کتب کی طرف مراجعت کرنے سے ظاہری تعارض ختم ہو جاتا ہے جو اس عنوان پر لکھی گئیں ہیں۔ ان میں امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ کی دو کتابیں انتہائی اہم ہیں۔

1: شرح معانی الآثار۔

2: شرح مشکل الآثار۔

احادیث متعارضہ:

اگر ایک مسئلہ سے متعلق دو حدیثیں آجائیں جن میں بظاہر تعارض ہو تو ان میں تطبیق کی کوشش کریں گے، اگر تطبیق ممکن نہ ہو تو پھر نسخ کی صورتوں میں سے کسی صورت کو دیکھیں گے اور اگر نسخ بھی نہ ہو تو پھر وجوہ ترجیح کی طرف جائیں گے۔

علامہ عبدالعزیز پرہاڑوی رحمہ اللہ (ت1239ھ) فرماتے ہیں:

"والحُکْمُ فِیْہِ التطبیقُ فَإِنْ لَمْ یُمْکِنْ وَعُرِفَ التَارِیْخُ فَنَسْخُ الْمُتَقَدِّمِ بِالْمُتَأَخِّرِ وإِنْ لَمْ یُعْرَفْ فَتَرَجَّحَ أَحَدُھُمَا عَلَی الآخَرِ"

(کوثر النبی: ص59 باب مختلف الحدیث)

ترجمہ: احادیث متعارضہ کا حکم یہ ہے کہ ان میں تطبیق دیں گے اگر تطبیق ممکن نہ ہو تو بعد والی ناسخ پہلے والی منسوخ ہو گی اور اگر تقدیم وتاخیر بھی معلوم نہ ہو تو ان میں سے ایک کو دوسری پر ترجیح دی جائے گی۔

تنبیہ:

حضرات ائمہ احناف رحمہم اللہ میں سے اکثر حضرات احادیث متعارضہ میں سب سے پہلے نسخ، پھر ترجیح اور پھر تطبیق کی طرف جاتے ہیں، جبکہ مولنا پرہاڑوی رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ سب سے پہلے تطبیق دی جائے۔

اکثر حضرات اور حضرت پرہاڑوی رحمہ اللہ کے بیان کردہ اصول میں نزاع لفظی ہے حقیقی نہیں اس لئے کہ جو نسخ کو مقدم کرتے ہیں اس سے مراد منسوخ منصوص ہے اور حضرت پرہاڑوی رحمہ اللہ تطبیق کو جس نسخ پر ترجیح دیتے ہیں اس سے مراد منسوخ اجتہادی ہے۔

1 تطبیق:

مثال 1:

حدیث مبارک کے لکھنے اور نہ لکھنے کے بارے میں احادیث میں تعارض ہے بعض میں ممانعت جبکہ بعض میں اجازت مذکور ہے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكْتُبُوا عَنِّي شَيْئًا سِوَى الْقُرْآنِ وَمَنْ كَتَبَ شَيْئًا سِوَى الْقُرْآنِ فَلْيَمْحُهُ

(مسند احمد: رقم الحدیث 11085)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن کے علاوہ کچھ نہ لکھا کرو۔ جس نے قرآن کے علاوہ کچھ لکھا ہے تو اسے مٹادے۔

اس حدیث مبارک سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث لکھنا درست نہیں۔

جبکہ دیگر احادیث مبارکہ سے لکھنے کی اجازت معلوم ہوتی ہے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا فَتَحَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ قَامَ فِي النَّاسِ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ اللَّهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْفِيلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهَا رَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنِينَ فَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ كَانَ قَبْلِي وَإِنَّهَا أُحِلَّتْ لِي سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ وَإِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ بَعْدِي فَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا يُخْتَلَى شَوْكُهَا وَلَا تَحِلُّ سَاقِطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ وَمَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ إِمَّا أَنْ يُفْدَى وَإِمَّا أَنْ يُقِيدَ فَقَالَ الْعَبَّاسُ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّا نَجْعَلُهُ لِقُبُورِنَا وَبُيُوتِنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَقَامَ أَبُو شَاهٍ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اكْتُبُوا لِي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ اُكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ قُلْتُ لِلْأَوْزَاعِيِّ مَا قَوْلُهُ اُكْتُبُوا لِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ هٰذِهِ الْخُطْبَةَ الَّتِي سَمِعَهَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(صحیح البخاری: کتاب اللقطۃ- باب کیف تُعَرَّفُ لُقَطۃ اہل مکۃ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب اللہ پاک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ کی فتح نصیب فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے ابرہہ اور اس کے لشکر کو مکہ سے روک دیا تھا، لیکن اپنے رسول اور مسلمانوں کو اسے فتح کی صورت میں عطا فرمایا۔ حرم میں لڑائی کی غرض سے ہتھیار لانا مجھ سے پہلے کسی کے لیے جائز نہیں تھا اور مجھے دن کے تھوڑے سے حصے میں اس کی اجازت دی گئی۔ اور اب میرے بعد کسی کے لیے جائز نہیں ہو گا۔ لہذا یہاں کے شکار {جانور} نہ چھیڑے جائیں اور نہ اس جگہ کا گھاس وغیرہ کاٹا جائے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ اگر اذخر گھاس کاٹنے کی اجازت ہو تو بہتر ہے اس لئے کہ ہم اسے قبروں کے لئے اور گھروں میں استعمال کرتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ اچھا اذخر کاٹنے کی اجازت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا یہاں کی گری ہوئی چیز کو اٹھانا صرف اس شخص کے لئے جائز ہے جو اس کا اعلان کرے۔ اگر کسی کا کوئی رشتہ دار قتل کر دیا جائے تو ورثاء کو دو باتوں کا اختیار ہے قاتل سے دیت لے لیں یا قاتل کو قتل کر دیں ۔ یہ باتیں سن کر یمن کے ایک شخص ابوشاہ نے کھڑے ہو کر عرض کی یارسول اللہ میرے لیے یہ باتیں لکھوا دیجئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم فرمایا کہ ابوشاہ کے لئے خطبہ لکھ کر دے دو۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ أَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ أَسْمَعُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرِيدُ حِفْظَهُ فَنَهَتْنِي قُرَيْشٌ وَقَالُوا: أَتَكْتُبُ كُلَّ شَيْءٍ تَسْمَعُهُ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَشَرٌ يَتَكَلَّمُ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَا؟ فَأَمْسَكْتُ عَنِ الْكِتَابِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَوْمَأَ بِإِصْبَعِهِ إِلَى فِيهِ فَقَالَ: "اُكْتُبْ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا حَقٌّ."

(سنن ابی داود: کتاب العلم باب فی کتابۃ العلم، مسند احمد: رقم الحدیث 6510)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بات سنتا تھا اس کو لکھ لیا کرتا تھا تاکہ اسے محفوظ کروں۔ قریش نے مجھے اس بات سے روکا اور کہنے لگے کہ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہر بات لکھ لیتے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو انسان ہیں، خوشی اور غمی میں کلام کرتے ہیں۔ تو میں نے لکھنا چھوڑ دیا۔ میں نے یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی تو آپ علیہ السلام نے اپنی انگلی کا اشارہ اپنے منہ کی طرف کرتے ہوئے فرمایا: تم لکھا کرو! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس منہ سے سوائے حق کے کچھ نہیں نکلتا۔

تطبیق:

امام ابوزکریا یحی بن شرف النووی رحمہ اللہ (ت 671ھ) ان دونوں حدیثوں میں تطبیق دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

هُوَ فِي حَقِّ مَنْ يُوثَقُ بِحِفْظِهِ ،وَيُخَافُ اِتِّكَالُهُ عَلَى الْكِتَابَةِ إِذَا كَتَبَ وَتُحْمَلُ الْأَحَادِيثُ الْوَارِدَةُ بِالْإِبَاحَةِ عَلَى مَنْ لَا يُوثَقُ بِحِفْظِهِ كَحَدِيثِ اُكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ

(شرح مسلم للنووی: ج2 ص415 کتاب الزہد والرقائق، باب: التثبت فی الحدیث وحکم کتابۃ العلم)

ترجمہ: نہ لکھنے والی حدیث اس شخص کے لئے ہے جس کا حافظہ مضبوط ہو اور خدشہ ہو کہ اگر لکھنے لگے گا تو حافظہ کمزور ہو جائے گا اور لکھنے کی

اجازت والی احادیث اس آدمی کے بارے میں ہیں جس کا حافظہ مضبوط نہ ہو جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو شاہ کے لئے لکھنے کا حکم دیا۔

امام نووی رحمہ اللہ مزید لکھتے ہیں "إِنَّمَا نَهَى عَنْ كِتَابَةِ الْحَدِيثِ مَعَ الْقُرْآنِ فِي صَحِيفَةٍ وَاحِدَةٍ؛ لِئَلَّا يَخْتَلِطَ، فَيَشْتَبِهَ عَلَى الْقَارِئِ فِي صَحِيفَةٍ وَاحِدَةٍ"

(شرح مسلم للنووی: ج2ص415 کتاب الزھد والرقائق، باب التثبت فی الحدیث وحکم کتابۃ العلم)

ترجمہ: اس حدیث مبارک میں قرآن مجید اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ہی صحیفہ میں لکھنے سے منع کیا گیا تاکہ پڑھنے والے کو ایک ہی صحیفہ میں لکھے جانے کی وجہ سے قرآن وحدیث میں اشتباہ نہ لازم آئے۔

مثال2:

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے باہمی مراتب کی بنیاد پر بعض انبیاء کرام علیہم السلام کو بعض سے افضل کہنا درست ہے یا نہیں؟ اس بارے میں بظاہر احادیث متعارض ہیں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُورًا وَمَسْجِدًا وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ

(صحیح مسلم: کتاب المساجد وموضع الصلوۃ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے چھ چیزوں کے ذریعے تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت دی گئی ہے: مجھے جوامع الکلم عطا کیے گئے ہیں، رعب ودبدبے کے ذریعے میری مدد کی گئی ہے، مال غنیمت میرے لیے حلال کر دیا گیا ہے، پوری زمین میرے لیے پاکی کا ذریعہ اور نماز کی جگہ قرار دی گئی ہے، مجھے تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہے اور سلسلہ نبوت مجھ پر مکمل کر دیا گیا ہے۔

اس حدیث مبارک سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت حاصل ہے۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُخَيِّرُوا بَيْنَ الْأَنْبِيَاءِ

(صحیح مسلم: باب من فضائل موسی علیہ السلام)

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انبیاء کو ایک دوسرے پر فضیلت نہ دو۔

اس حدیث مبارک سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی نبی کو دوسرے نبی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں۔

امام ابو زکریا یحی بن شرف النووی رحمہ اللہ (ت 671ھ) ان دونوں حدیثوں میں تطبیق دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

اِنَّ النَّهْيَ إِنَّمَا هُوَ عَنْ تَفْضِيلٍ يُؤَدِّي إِلَى تَنْقِيصِ الْمَفْضُولِ.. النَّهْيُ مُخْتَصٌّ بِالتَّفْضِيلِ فِي نَفْسِ النُّبُوَّةِ، فَلَا تَفَاضُلَ فِيهَا، وَإِنَّمَا التَّفَاضُلُ بِالْخَصَائِصِ وَفَضَائِلَ أُخْرَى وَلَا بُدَّ مِنْ اِعْتِقَادِ التَّفْضِيلِ.

(شرح مسلم ج2ص245 باب تفضیل نبینا صلی اللہ علیہ وسلم علی جمیع الخلائق)

ترجمہ: جس حدیث میں فضیلت دینے کی ممانعت ہے یہ اس صورت میں ہے جب دوسرے نبی کی بے ادبی ہو۔ یا اس حدیث مبارک کا مطلب یہ ہے کہ نفس نبوت میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام برابر ہیں، نبی ہونے میں ایک کو دوسرے پر فضیلت نہیں باقی فضائل وخصوصیات کی بنیاد پر انبیاء کرام علیہم السلام کو ایک دوسرے پر فضیلت حاصل ہے۔

مثال 3:

نماز میں ہاتھ باندھنے کا طریقہ کیا ہے؟ اس بارے میں احادیث میں بظاہر تعارض ہے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُوْنَ اَنْ يَّضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَ الْيُمْنٰى عَلٰى ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى فِي الصَّلٰوةِ

(صحیح البخاری: باب وضع الیمنی علی الیسریٰ)

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو اس بات کا حکم دیا جاتا تھا کہ آدمی نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں بازو پر رکھے۔

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: لَاَ نْظُرَنَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَيْفَ يُصَلِّيْ؟ قَالَ فَنَظَرْتُ اِلَيْهِ قَامَ فَكَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى حَاذَتَا اُذُنَيْهِ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرٰى وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ۔

(صحیح ابن حبان لابی حاتم محمد بن حِبّان بن احمد رحمہ اللہ ت354ھ: ص577 رقم الحدیث 1860، سنن ابی داؤد ج1 ص105 باب تفریع استفتاح الصلوٰۃ)

ترجمہ: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں (نے ارادہ کیا کہ) دیکھوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کیسے پڑھتے ہیں؟ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے، تکبیر کہی اور دونوں ہاتھ اپنے دونوں کانوں کے برابر اٹھائے، پھر اپنے دائیں ہاتھ کو اپنی بائیں ہتھیلی (کی پشت)، گٹے اور بازو پر رکھا۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اِنَّا مَعْشَرُ الْاَنْبِيَاءِ اُمِرْنَا اَنْ نُؤَخِّرَ سُحُوْرَنَا وَنُعَجِّلَ فِطْرَنَا وَاَنْ نُمْسِكَ بِاَيْمَانِنَا عَلٰى شَمَائِلِنَا فِيْ صَلٰوتِنَا۔

(صحیح ابن حبان لابی حاتم محمد بن حِبّان بن احمد رحمہ اللہ ت354ھ ص554.555 ذکر الاخبار عما یستحب للمرء، رقم الحدیث 1770)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم انبیاء علیہم السلام کی جماعت کو اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ ہم سحری تاخیر سے کریں، افطار جلدی کریں اور نماز میں اپنے دائیں ہاتھوں سے اپنے بائیں ہاتھوں کو پکڑے رکھیں۔

تطبیق:

اھل السنت والجماعت احناف کے ہاں ہاتھ باندھنے کا طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھ کر، انگوٹھے اور چھنگلیا سے بائیں ہاتھ کے گٹے کو پکڑتے ہوئے تین انگلیاں کلائی پر بچھاتے ہیں۔

امام محمد بن حسن الشیبانی رحمہ اللہ (ت 189ھ) فرماتے ہیں:

وَيَضَعُ بَطْنَ كَفِّهِ الْاَيْمَنِ عَلٰى رُسْغِهِ الْاَيْسَرِ تَحْتَ السُّرَّةِ فَيَكُوْنُ الرُّسْغُ فِيْ وَسْطِ الْكَفِّ.

(کتاب الآثار بروایۃ محمد: ج1 ص321)

ترجمہ: نمازی اپنی دائیں ہتھیلی کا اندرونی حصہ اپنی بائیں کلائی کے اوپر رکھ کر ناف کے نیچے رکھے، اس طرح گٹہ ہتھیلی کے درمیان میں ہو جائے گا۔

علامہ بدر الدین محمود بن احمد بن موسیٰ العینی رحمہ اللہ (ت 855ھ) فرماتے ہیں:

وَاسْتَحْسَنَ كَثِيْرٌ مِنْ مَشَايِخِنَا ...... بِاَنْ يَضَعَ بَاطِنَ كَفِّهِ الْيُمْنٰى عَلٰى كَفِّهِ الْيُسْرٰى وَيُحَلِّقُ بِالْخِنْصَرِ وَالْاِبْهَامِ عَلٰى

الرُّسْغ.

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری: ج4 ص389 باب وضع الیمنیٰ علی الیسریٰ فی الصلاۃ)

ترجمہ: ہمارے اکثر مشائخ نے اس بات کو پسند فرمایا ہے کہ نمازی اپنی دائیں ہتھیلی کا اندرونی حصہ اپنی بائیں ہتھیلی (کی پشت) پر رکھے اور چھنگلیا اور انگوٹھے کے ساتھ گٹے پر حلقہ بنالے۔

2: نسخ:

اگر دو متعارض احادیث میں تطبیق ممکن نہ ہو تو پھر دیکھیں گے ان میں سے کونسی منسوخ ہے؟ نسخ معلوم کرنے کے کئی طریقے ہیں۔

1: نسخ منصوص:

ایک ہی حدیث میں وضاحت موجود ہو کہ پہلا حکم منسوخ اور بعد والا ناسخ ہے۔

مثال 1:

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم نَهَيْتُكُمْ عَنْ ثَلاَثٍ وَأَنَا آمُرُكُمْ بِهِنَّ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ فَزُورُوهَا فَإِنَّ فِي زِيَارَتِهَا تَذْكِرَةً وَنَهَيْتُكُمْ عَنِ الأَشْرِبَةِ أَنْ تَشْرَبُوا إِلاَّ فِي ظُرُوفِ الأَدَمِ فَاشْرَبُوا فِي كُلِّ وِعَاءٍ غَيْرَ أَنْ لاَ تَشْرَبُوا مُسْكِرًا وَنَهَيْتُكُمْ عَنْ لُحُومِ الأَضَاحِي أَنْ تَأْكُلُوهَا بَعْدَ ثَلاَثٍ فَكُلُوا وَاسْتَمْتِعُوا بِهَا فِي أَسْفَارِكُمْ

(سنن ابی داود: باب فِي الأَوْعِيَةِ)

ترجمہ: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں نے تمہیں تین چیزوں سے روکا تھا اب ان کی اجازت دیتا ہوں۔ میں نے تمہیں قبرستان جانے سے منع کیا تھا اب جایا کرو کیونکہ قبرستان جانے سے موت یاد آتی ہے، میں نے تمیں چمڑے کے برتن کے علاوہ دوسرے برتن میں پینے سے منع کیا تھا اب اجازت ہے ہر قسم کے برتن میں پی سکتے ہو مگر نشہ والی اشیاء مت پینا ، میں نے تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت استعمال کرنے سے منع کیا تھا اب اجازت ہے کھا بھی سکتے ہو اور سفر میں بھی استعمال کر سکتے ہو۔

مثال 2:

عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ سَبْرَةَ الجهني أَنَّ أَبَاهُ حدثه أنه كان مَعَ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم فقال يا أيها الناس إني قَدْ كُنْتُ أَذِنْتُ لَكُمْ فِي الاِسْتِمْتَاعِ مِنَ النِّسَاءِ ، وَإِنَّ اللهَ قَدْ حَرَّمَ ذَلِكَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ، فَمَنْ كَانَ عِنْدَهُ مِنْهُنَّ شَيْءٌ فَلْيُخَلِّ سَبِيلَهَا وَلَا تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا

(صحیح مسلم: باب نكاح المتعة وبيان أنه أبيح ثم نسخ ثم أبيح ثم نسخ واستقر تحريمه إلى يوم القيامة)

ترجمہ: حضرت سبرہ جہنی رضی اللہ عنہ ایک سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: لوگو میں نے تمہیں نکاح متعہ {موقت} کی اجازت دی تھی اب اللہ پاک نے اسے قیامت تک حرام فرمادیا ہے لہذا اگر کسی آدمی نے ایسا عقد کر رکھا ہے تو وہ عورت کو چھوڑ دے اور جو کچھ انہیں حق مہر دیا ہے وہ واپس نہ لے۔

2: صحابی وضاحت کرے:

قَالَ عُرْوَةُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّئُوا مِمَّا

مَسَّتِ النَّارُ

(صحیح مسلم: باب الوضوء مما مست النار)

ترجمہ: حضرت عروہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا انہوں نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آگ پر پکی ہوئی چیز استعمال کرنے کے بعد وضو کرو۔

اس کے بعد امام مسلم بن الحجاج رحمہ اللہ دوسری حدیث مبارک لائے جس سے وضو نہ کرنا ثابت ہوتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكَلَ عَرْقًا أَوْ لَحْمًا ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَلَمْ يَمَسَّ مَاءً

(صحیح مسلم: باب الوضوء مما مست النار)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گوشت والی ہڈی یا کچھ گوشت کھایا، پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا، پانی کو نہیں چھوا۔

ان دونوں حدیثوں میں بظاہر تعارض ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے اس کی وضاحت فرمادی کہ وضو کرنے والی حدیث منسوخ اور ترک وضو والی ناسخ ہے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ كَانَ آخِرُ الْأَمْرَيْنِ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْكُ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ

(شرح معانی الآثار: بَابُ أَكْلِ مَا غَيَّرَتِ النَّارُ هَلْ يُوجِبُ الْوُضُوءَ أَمْ لَا؟)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا آخری عمل آگ پر پکی ہوئی چیز کے استعمال کے بعد وضو نہ کرنا ہے۔

3: تاریخی اعتبار سے:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهِ نَاسٌ يَعُودُونَهُ فِي مَرَضِهِ فَصَلَّى بِهِمْ جَالِسًا فَجَعَلُوا يُصَلُّونَ قِيَامًا فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ اجْلِسُوا فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ إِنَّ الْإِمَامَ لَيُؤْتَمُّ بِهِ فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَإِنْ صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا

(صحیح البخاری: بَاب إِذَا عَادَ مَرِيضًا فَحَضَرَتْ الصَّلَاةُ فَصَلَّى بِهِمْ جَمَاعَةً)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کچھ صحابہ کرام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عیادت کے لئے آئے نماز کا وقت ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھ کر نماز پڑھائی صحابہ آپ کے پیچھے کھڑے تھے آپ نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ فرمایا جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا امام اس لئے بنایا جاتا ہے تاکہ اس کی اقتدا کی جائے جب امام رکوع کرے تو تم رکوع کرو ،جب وہ رکوع سے اٹھے تو تم اٹھو اور اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم بیٹھ کر نماز پڑھو۔

یہ حدیث مبارک نقل کرنے کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ اپنے استاد امام حمیدی کا فرمان نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قَالَ أَبُو عَبْد اللهِ قَالَ الْحُمَيْدِيُّ هَذَا الْحَدِيثُ مَنْسُوخٌ لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخِرَ مَا صَلَّى صَلَّى قَاعِدًا وَالنَّاسُ خَلْفَهُ قِيَامٌ

(صحیح البخاری: بَاب إِذَا عَادَ مَرِيضًا فَحَضَرَتْ الصَّلَاةُ فَصَلَّى بِهِمْ جَمَاعَةً)

ترجمہ: امام حمیدی فرماتے ہیں یہ حدیث مبارک منسوخ ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آخری نماز پڑھائی اس میں حضور بیٹھے تھے

اور صحابہ کھڑے تھے۔

قَالَ الْحُمَيْدِيُّ: قَوْلُهُ إِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا هُوَ فِي مَرَضِهِ الْقَدِيمِ ثُمَّ صَلَّى بَعْدَ ذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا وَالنَّاسُ خَلْفَهُ قِيَامًا، لَمْ يَأْمُرْهُمْ بِالْقُعُودِ، وَإِنَّمَا يُؤْخَذُ بِالْآخِرِ فَالْآخِرِ مِنْ فِعْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(صحیح البخاری: باب انما جعل الامام لیوتم بہ)

ترجمہ: امام حمیدی فرماتے ہیں حضور علیہ السلام کا فرمان "جب امام بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم بھی بیٹھ کر پڑھو" اس وقت ہے جب آپ پہلے بیمار ہوئے تھے اس کے بعد مرض الوفات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیٹھ کر نماز پڑھی تھی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھی اور آپ نے اس وقت لوگوں کو بیٹھنے کا حکم نہیں دیا اور اصول یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعارض افعال میں سے جو فعل آخری ہو اسی کو لینا چاہئے۔

فائدہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو متعارض اعمال میں سے آخری عمل اس وقت منسوخ ہو گا جب اس میں خصوصیت اور عذر کا احتمال نہ ہو۔

4: محدث کا طرز:

ذَكَرَ مُسْلِم رَحِمَهُ اللّٰه تَعَالَى فِي هَذَا الْبَاب الْأَحَادِيث الْوَارِدَة بِالْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتْ النَّار ثُمَّ عَقَّبَهَا بِالْأَحَادِيثِ الْوَارِدَة بِتَرْكِ الْوُضُوء مِمَّا مَسَّتْ النَّار ، فَكَأَنَّهُ يُشِير إِلَى أَنَّ الْوُضُوء مَنْسُوخ ، وَهَذِهِ عَادَة مُسْلِم وَغَيْره مِنْ أَئِمَّة الْحَدِيث يَذْكُرُونَ الْأَحَادِيثَ الَّتِي يَرَوْنَهَا مَنْسُوخَة، ثُمَّ يُعَقِّبُونَهَا بِالنَّاسِخ

(شرح مسلم للنووی: ج1 ص156 باب الوضوء مما مست النار)

ترجمہ: امام مسلم رحمہ اللہ نے اس باب میں پہلے وضوء والی احادیث ذکر کی ہیں اور اس کے بعد ترک وضوء کی احادیث لائے ہیں یہ گویا کہ اشارہ ہے کہ وضوء والا حکم منسوخ ہے۔ اور یہ امام مسلم رحمہ اللہ اور دیگر محدثین کرام کی عمومی مبارک عادت ہے کہ وہ پہلے منسوخ اور اس کے بعد ناسخ احادیث ذکر کرتے ہیں۔

مثال:

محدثین کرام رحمہم اللہ تعالی نے امام کے پیچھے قراءت والے مسئلہ میں یہی اسلوب اختیار فرمایا ہے کہ پہلے قراءت خلف الامام کی احادیث لائے ہیں اور بعد میں ترک قراءت خلف الامام کی، جو اس بات کا ثبوت ہیں کہ قراءت خلف الامام منسوخ ہے۔

1: امام مالک بن انس المدنی رحمہ اللہ (ت 179ھ) نے پہلے "القراءة خلف الامام فيما لا يجهر فيه بالقراءة" اور بعد میں "ترك القراءة خلف الامام فيما جهر فيه" کا باب باندھا ہے۔

(مؤطا امام مالک ص66، 68)

2:۔ امام محمد بن حسن الشیبانی رحمہ اللہ (ت 189ھ) نے پہلے اثبات قراءۃ کی احادیث کو اور بعد میں ترک قراءۃ کی احادیث کو بیان کیا۔

(مؤطا امام محمد: ص94 تا ص102 باب القراءۃ فی الصلوۃ خلف الامام)

3: امام عبد الرزاق بن الہمام رحمہ اللہ (ت 211ھ) نے پہلے قراءۃ خلف الامام کی احادیث اور بعد میں ترک کی احادیث کو ذکر کیا۔

(مصنف عبد الرزاق؛ج2ص82الی ص92باب القراءۃ خلف الامام)

4:امام ابو بکر ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ (ت235ھ) نے پہلے "من رخص فی القراءۃ خلف الامام "کا باب باندھا اور بعد میں "من کرہ القراءۃ خلف الامام"کا باب باندھا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج3ص267، 273)

5:امام محمد بن اسمعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) نے اپنے جزء "القراءۃ" میں پہلے قراءۃ خلف الامام کی احادیث کو ذکر کیا اور آخر میں ترک قراءۃ کی احادیث کو بیان کیا۔

6:امام ابن ماجہ القزوینی رحمہ اللہ (ت273ھ) نے پہلے "باب القراءۃ خلف الامام "باندھا اور قراءۃ کی احادیث کو ذکر کیا، بعد میں "باب اذا قرء الامام فانصتوا "باندھا اور ترک قراءت کی احادیث کو بیان کیا۔

(سنن ابن ماجہ؛ج؛1ص60، 61)

7:امام ابو داؤد سلیمان الاشعث رحمہ اللہ (ت275ھ) نے پہلے "باب من رای القراءۃ اذا لم یجھر "باندھا اور قراءۃ کی احادیث کو ذکر کیا، پھر "باب من لم یر القراءۃ اذا لم یجھر "باندھا اور احادیث ترک کو بیان کیا۔

(سنن ابی داؤد؛ج1؛ص127)

8:امام ابو عیسی الترمذی رحمہ اللہ (ت279ھ) نے پہلے "باب ما جاء فی القراءۃ خلف الامام "باندھا اور قراءت کی احادیث کو ذکر کیا ،بعد میں "باب ما جاء فی ترك القراءۃ خلف الامام اذا جھر بالقراءۃ"ترک کا باب باندھا اور احادیث کو بیان کیا۔

(جامع الترمذی؛ج1ص69، ص71)

9:امام ابو عبد اللہ عبد الرحمن النسائی رحمہ اللہ (ت 303ھ) نے پہلے "ایجاب قراءۃ فاتحۃ الکتاب فی الصلوۃ"کا باب باندھا اور قراءت کرنے کی احادیث کو ذکر کیا، بعد میں " ترك القراءۃ خلف الامام فیما لم یجھر فیہ"اور" ترك القراءۃ خلف الامام فیما جھر بہ" کے ابواب باندھے اور احادیث ترک قراءت کو بیان فرمایا۔

(سنن النسائی ج؛1ص؛145، 146)

10:امام ابو جعفر الطحاوی رحمہ اللہ (ت 321ھ) نے پہلے قراءت کی احادیث کو ذکر کیا، بعد میں ترک قراءت کی احادیث کو بیان کیا۔

(سنن الطحاوی؛ج؛1ص157 تا160 باب القراءۃ خلف الامام)

3ترجیح:

اگر ایک مسئلہ سے متعلق بظاہر دو حدیثوں میں تعارض ہو اور ان میں سے ناسخ منسوخ کی تعیین بھی ممکن نہ ہو تو پھر وجوہ ترجیح کی بنیاد پر ایک کو دوسری پر ترجیح دیں گے۔ جسے ترجیح دیں گے اسے راجح دوسری کو مرجوح کہتے ہیں۔

وجوہ ترجیح:

وجوہ ترجیح میں سے بعض کا تعلق متن سے، بعض کا تعلق سند سے اور بعض کا خارجی امور سے ہے۔

متن کے اعتبار سے وجوہ ترجیح:

1. قوت دلالت: محکم کو مفسر پر، مفسر کو نص پر، حقیقت کو مجاز پر اور شرعی معنی کو لغوی معنی پر ترجیح ہو گی۔

2. روایت باللفظ کو روایت بالمعنیٰ پر ترجیح ہو گی۔
3. جس حدیث مبارک کے متن کو خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین لے لیں اسے ترجیح ہو گی۔
4. جس متن پر صحابہ کا عمل ہو اسے ترجیح ہو گی۔
5. آخری عمل کو پہلے والے عمل پر ترجیح بشرطیکہ آخری عمل نہ تو عذر پر محمول ہو اور نہ ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہو۔
6. جس میں احتیاطی پہلو غالب ہو۔

سند کے اعتبار سے وجوہ ترجیح:

1. فقیہ کی حدیث کو غیر فقیہ کی حدیث پر ترجیح ہو گی۔
2. علو سند۔ جس میں واسطے کم ہوں گے اسے دوسری پر ترجیح ہو گی۔
3. صفات قبولیت {عدل، ضبط، ورع وغیرہ} کا زیادہ ہونا۔
4. اگر ایک صحابی واقعہ کے وقت موجود ہو دوسرا کسی اور سے نقل کرے تو موجود کی روایت کو ترجیح ہو گی۔
5. ایک راوی ہر وقت ساتھ ہو دوسرا تھوڑی دیر کے لئے آئے اور چلا جائے تو زیادہ ساتھ رہنے والے کی روایت کو ترجیح ہو گی۔
6. جس کی روایت تعارض سے محفوظ ہو اس کی روایت کو تعارض والے راوی کی روایت پر ترجیح ہو گی۔

خارجی قرائن:

1. نص قرآنی کے مطابق ہو۔
2. اجماع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے موافق ہو۔
3. قیاس کے موافق ہو۔

فائدہ 1:

یہ ضروری نہیں کہ صحیح حدیث صرف صحیحین میں ہو گی بلکہ ان کے علاوہ دیگر کتب حدیث میں بھی پائی جاسکتی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ خود حضرات شیخین نے تمام صحیح احادیث کو جمع نہیں کیا بلکہ کافی صحیح احادیث اپنی صحیح میں نہیں لائے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) فرماتے ہیں:

"مَا أَدْخَلْتُ فِي كِتَابِي الْجَامِعِ إِلا مَا صَحَّ وَتَرَكْتُ مِن الصِحَاحِ لِمَلَالِ الطُوْلِ"

(مقدمہ ابن الصلاح: ص20)

ترجمہ: میں نے اپنی اس کتاب میں صرف صحیح احادیث کو جمع کیا ہے اور بہت ساری صحیح احادیث میں نے چھوڑ دی ہیں تاکہ کتاب زیادہ لمبی نہ ہو۔

امام مسلم بن حجاج رحمہ اللہ (ت 261ھ) فرماتے ہیں:

"لَيْسَ كُلُّ شَيْءٍ صَحِيْحٌ وَضَعْتُه هٰهُنَا يَعْنِي فِى كِتَابِه الصَحِيْحِ إِنَّمَا وَضَعْتُ هُنَا مَا أَجْمَعُوا عَلَيْه. قُلْتُ (ابن الصلاح): أَرَادَ - وَاللهُ أَعْلَم - أَنَّه لَمْ يَضَعْ فِى كِتَابِهِ إِلا الأَحَادِيْثَ الَّتِي وجَدَ عِنْدَه فِيْهَا شَرَائِط الصحِيْحِ المُجْمَعِ عَلَيْهِ وإِن لَمْ يَظْهَرْ اجْتِمَاعُهُمَا

فی بَعْضِهِمَا عِنْدَ بَعْضِهِمْ "

(مقدمہ ابن الصلاح: ص20)

ترجمہ: میرے ہاں جو احادیث صحیح تھیں وہ سب کی سب میں نے صحیح مسلم میں ذکر نہیں کیں بلکہ صحیح مسلم میں صرف وہ احادیث بیان کی ہیں جن میں اتفاقی طور پر شرائط صحت موجود ہیں۔ امام ابن صلاح رحمہ اللہ فرماتے ہیں امام مسلم رحمہ اللہ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے صحیح مسلم میں صرف وہ احادیث نقل کی ہیں جن میں صحت کی شرائط موجود ہونے پر اتفاق ہے اگرچہ بعض محدثین کے ہاں بعض احادیث میں شرائط صحت کم ہیں۔ حضرات شیخین کی اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے علاوہ میں بھی حدیث صحیح ہو سکتی ہے۔

فائدہ2:

حدیث کا صحیحین میں پایا جانا اس کی وجوہِ ترجیح میں سے نہیں۔

- حافظ ابو بکر محمد بن موسیٰ بن عثمان الحازمی رحمہ اللہ (ت584ھ) نے ایک کتاب لکھی ہے: "الاعتبار فی الناسخ و المنسوخ من الآثار"، اس میں "باب الترجیحات" میں ایک حدیث کو دوسری حدیث پر ترجیح دینے کے لیے پچاس وجوہ بیان کی ہیں لیکن ان میں ایک وجہ بھی ایسی نہیں کہ اگر حدیث بخاری و مسلم میں ہو تو اسے ترجیح ہو گی، بلکہ ان کی تمام بحث کا خلاصہ یہ نکلتا ہے کہ ترجیح کے لیے نفسِ رواۃ کو دیکھا جائے گا نہ کہ اصحابِ کتب کو۔
- علامہ ابن کثیر دمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) نے "اختصار فی علوم الحدیث" کے نام سے مقدمہ ابن الصلاح کا اختصار لکھا، لیکن اس وجہ ترجیح کو انہوں نے ذکر نہیں کیا بلکہ انہوں نے اس بات کی تصریح کی کہ:
- "يُوجَدُ فِي مُسْنَدِ الإِمَامِ أَحْمَدَ مِنَ الأَسَانِيدِ والمُتُونِ شَيْءٌ كَثِيرٌ مِمَّا يُوَازِي كَثِيرًا مِنْ أَحَادِيثِ مُسْلِمٍ، بَلْ وَالبُخَارِيِّ أَيْضًا، ولَيْسَتْ عِنْدَهُمَا، وَلَا عِنْدَ أَحَدِهِمَا، بَلْ وَلَمْ يُخَرِّجْهُ أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِ الكُتُبِ الأَرْبعَةِ، وَهُمْ: أَبُوْ دَاوُدَ، والتِرْمِذِيُّ، والنَسَائِيُّ، وابْنُ مَاجَة.
- وَ كَذٰلِكَ يُوْجَدُ فِي مُعْجَمَيِ الطَّبْرَانِيِّ الكَبِيْرِ وَالأَوْسَطِ، وَمُسْنَدَيْ أَبِيْ يَعْلَى والبَزَّارِ، وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ المَسَانِيدِ والمَعَاجِمِ والفَوَائِدِ وَالأَجْزَاءِ مَا يَتَمَكَّنُ المُتَبَحِّرُ فِي هَذَا الشَّأْنِ مِنَ الحُكْمِ بِصِحَّةِ كَثِيْرٍ مِنْهُ، بَعْدَ النَظْرِ فِي حَالِ رِجَالِه، وَسَلَامَتِه مِنَ التَعْلِيْلِ المُفْسِدِ"

(اختصار فی علوم الحدیث: ص2)

ترجمہ: مسند احمد میں بہت ساری ایسی اسانید اور متون موجود ہیں جو صحت میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی اسانید اور متون کے برابر ہیں مگر ان احادیث کو امام بخاری، امام مسلم اور اصحاب سنن امام ابو داود، امام ترمذی، امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے نقل نہیں کیا۔ اسی طرح معجم کبیر، معجم اوسط، مسند ابی یعلی اور مسند بزار وغیرہ اور دیگر کتب احادیث میں ایسی روایات پائی جاتی ہیں جن کی اسناد دیکھنے اور نقصان دینے والی علتیں نہ ہونے کی وجہ اصحاب فن ان کی صحت کا فیصلہ کرتے ہیں۔

فائدہ3:

کسی کتاب کے بارے میں علی الاطلاق یہ دعوی کرنا کہ "وہ تمام کتب حدیث سے زیادہ صحیح ہے" درست نہیں۔

علامہ ابن الہمام الحنفی رحمہ اللہ (ت 855ھ) لکھتے ہیں:

"وَكَوْنُ مُعَارِضِهِ فِي الْبُخَارِيِّ لَا يَسْتَلْزِمُ تَقْدِيمَهُ بَعْدَ اشْتِرَاكِهِمَا فِي الصِّحَّةِ بَلْ يُطْلَبُ التَّرْجِيحُ مِنْ خَارِجٍ وَقَوْلُ مَنْ قَالَ أَصَحُّ الْأَحَادِيثِ مَا فِي الصَّحِيحَيْنِ ثُمَّ مَا انْفَرَدَ بِهِ الْبُخَارِيُّ ثُمَّ مَا انْفَرَدَ بِهِ مُسْلِمٌ ثُمَّ مَا اشْتَمَلَ عَلَى شَرْطِهِمَا مِنْ غَيْرِهِمَا ثُمَّ مَا اشْتَمَلَ عَلَى شَرْطِ أَحَدِهِمَا تَحَكُّمٌ لَا يَجُوزُ التَّقْلِيدُ فِيهِ إِذِ الْأَصَحِّيَّةُ لَيْسَ إِلَّا لِاشْتِمَالِ رُوَاتِهِمَا عَلَى الشُّرُوطِ الَّتِي اعْتَبَرَاهَا فَإِذَا فُرِضَ وُجُودُ تِلْكَ الشُّرُوطِ فِي رُوَاةِ حَدِيثٍ فِي غَيْرِ الْكِتَابَيْنِ أَفَلَا يَكُونُ الْحُكْمُ بِأَصَحِّيَّةِ مَا فِي الْكِتَابَيْنِ عَيْنَ التَّحَكُّمِ"

(شرح فتح القدیر: باب النوافل ج1ص445)

ترجمہ: کسی صحیح حدیث مبارک کا بخاری شریف کی حدیث سے ٹکرا جانے کا مطلب یہ نہیں کہ بخاری کی حدیث کو ترجیح ہو گی ہو بلکہ اس صورت میں خارجی قرائن کی بنیاد پر کسی ایک حدیث مبارک کو ترجیح دی جائے گی۔ یہ دعوی کرنا کہ سب سے زیادہ صحیح احادیث وہ ہیں جو بخاری و مسلم میں ہیں پھر وہ جو صرف بخاری میں ہیں پھر جو صرف مسلم میں ہیں پھر جو ان دونوں کی شرط پر ہیں پھر وہ جو ان میں سے کسی ایک کی شرط پر ہیں یہ محض سینہ زوری ہے جس میں تقلید کرنا جائز نہیں۔ اس لئے کہ کسی بھی روایت کی صحت کا فیصلہ ان شرائط کی بنیاد پر ہو گا جو ان حضرات نے بیان کی ہیں جب وہ صحت کی شرطیں بخاری و مسلم کے علاوہ دیگر احادیث مبارکہ میں پائی جائیں پھر بھی بخاری و مسلم کی حدیث کو ترجیح دینا سینہ زوری نہیں تو اور کیا ہے؟

اگر اصحیت مراد ہو تو وہ کس معنی میں ہو گی؟ اس کے بارے میں مولانا عبد الرشید نعمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"وَأَمَّا إِطْلَاقُ بَعْضِ الْحُفَّاظِ عَلَى وَاحِدٍ مِنَ الصَّحِيحَيْنِ أَوْ غَيْرِهِمَا بِأَنَّهُ أَصَحُّ كُتُبِ الْحَدِيثِ فَهُوَ مِنْ بَابِ إِطْلَاقِ أَصَحِّ الْأَسَانِيدِ عَلَى بَعْضِ الْأَسَانِيدِ أَوْ يَصِحُّ ذٰلِكَ مِنْ حَيْثُ الْمَجْمُوعِيَّةِ دُونَ كُلِّ فَرْدٍ فَرْدٍ مِنَ الْأَحَادِيثِ"

(الامام ابن ماجۃ و کتابہ السنن: ص111)

ترجمہ: بعض محدثین کا کسی کتاب کے بارے یہ دعوی کرنا کہ وہ کتب حدیث میں صحیح ترین کتاب ہے یہ یا تو بعض اسناد کے اعتبار سے ہے یا پھر مجموعی اعتبار سے ہے نہ کہ اس معنی کے اعتبار سے کہ اس کی ہر حدیث دوسری کتاب کی ہر حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔

فصل نمبر 10: اصول حدیث کی مشہور اور اہم کتب

1. معرفت علوم الحدیث۔ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الحاکم النیسابوری رحمہ اللہ (ت 405)۔
2. الکفایہ فی علوم الروایۃ، حافظ ابو بکر احمد الخطیب البغدادی رحمہ اللہ (ت 463ھ)۔
3. علوم الحدیث۔ حافظ ابو عمرو عثمانی الشہروزی المعروف بابن الصلاح رحمہ اللہ (ت)463۔
4. التقریر والتیسیر لمعرفۃ سنن البشیر والنذیر، امام محی الدین یحییٰ بن زکریا النووی الشافعی رحمہ اللہ (ت 676ھ)۔
5. تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی، علامہ جلال الدین عبد الرحمان السیوطی رحمہ اللہ (ت 911ھ)۔
6. فتح المغیث فی شرح الفقیہ الحدیث، علامہ محمد بن عبد الرحمان السخاوی رحمہ اللہ (ت 902ھ)۔
7. شرح نخبۃ الفکر، علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (ت 852ھ)۔

اصول حدیث میں احناف کی تصنیفات

حضرات احناف کثر اللہ سوادھم نے اپنے اصول حدیث زیادہ تر اصول فقہ کے "باب السنۃ" میں بیان کیے ہیں، کیونکہ "باب

السنۃ" میں جو اصول مذکور ہیں وہی ان کے اصول حدیث ہیں، اس کے باوجود کئی ایک حضرات نے اس اصولوں کو مستقل تصنیف میں بھی ذکر فرمایا ہے۔ ذیل میں ان کی چند تصنیفات کا ذکر کیا جاتا ہے:

1. العالم والمتعلم۔ امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ (ت150ھ)۔
2. کتاب الحجۃ علی اھل المدینۃ۔ امام محمد بن حسن الشیبانی رحمہ اللہ (ت179ھ)۔
3. الفصول فی الاصول۔ امام ابو بکر جصاص رازی رحمہ اللہ (ت310ھ)۔
4. شرح نخبۃ الفکر۔ امام علی بن سلطان الھروی المعروف ملا علی قاری رحمہ اللہ (ت1014ھ)۔
5. کوثر النبی۔ مولنا عبد العزیز پرہاڑوی رحمہ اللہ (ت1239ھ)۔
6. مقدمہ فتح الملہم۔ شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ (ت1369)ھ۔
7. قواعد فی علوم الحدیث۔ مولنا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ (ت1394)۔